هفت روزہ

خدام الدین

لاہور

زیر سرپرستی

شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی مدظلہ

شیرانوالہ دروازہ لاہور

۱۸ اگست ۱۹۶۱ء

۲۵ پیسے

ایک از مطبوعات انجمن خدام الدین ◎ لاہور

شاہِ شہیداںؓ

جناب سعادت نظیر

افسانۂ حیات کا عنوان "حسینؓ" ہے
راہِ بلا میں رہبرِ انساں "حسینؓ" ہے
شب ہائے غم میں شمعِ فروزاں "حسینؓ" ہے
شہرِ وفا میں شاہِ شہیداں "حسینؓ" ہے
معیارِ اعتبارِ محبت "حسینؓ" ہے
آئینۂ جمالِ رسالت "حسینؓ" ہے

زیر و زبر جو کر کے رہا حادثات کو
جس نے "ابد قرار" بنایا حیات کو
سر دے کے جس نے جیت لیا شش جہات کو
جس نے بدل کے چھین لیا کائنات کو
آزادیٔ بشر کا جو بانی ہے وہ "حسینؓ"!
جو عزمِ مستقل کی نشانی ہے وہ "حسینؓ"!

جس جا بڑے بڑوں کے قدم ڈگمگا گئے
چھوڑے وہاں نقوشِ شجاعت "حسینؓ" نے
دل میں بھرے ہوئے تھے قیامت کے ولولے
جذبے ابھر کے دب نہ سکے انقلاب کے
حق کے لئے جہاد کا اعلان کر دیا
ہر مشکلِ حیات کو آسان کر دیا

جو کائنات میں ہے بنائے جہانِ عشق
کہتے ہیں جس کو راہ برِ کاروانِ عشق
گھر بار سب لٹا کے دیا امتحانِ عشق
جس نے سنائی ایک نئی داستانِ عشق
جس پر ہے ختم حرفِ وفا وہ "حسینؓ" ہے
جو ہے دلیلِ راہِ بقا وہ "حسینؓ" ہے

رکھ دی نشاطِ عیش کی دنیا جھنجھوڑ کر
چھوڑی "یزیدیت" کی کلائی مروڑ کر
اٹھا جہاں سے عقل کا دستور چھوڑ کر
آگے بڑھا حدودِ محالات توڑ کر
جس کی نظر اسیرِ زمان و مکاں نہیں
دنیا میں اس "حسینؓ" کا جلوہ کہاں نہیں

تاریخ میں جو بن گیا عنوانِ انقلاب
رخ کو حقیقتوں کے کیا جس نے بے نقاب
بدلا سکون و امن سے دنیا کا اضطراب
جس کے اصول زندہ ہیں وہ مردِ کامیاب
ہو کر شہید زندۂ جاوید ہو گیا
جس کو نہیں زوال وہ خورشید ہو گیا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ خدام الدین لاہور

۵ ربیع الاول سنہ ۱۳۸۱ھ
مطابق
۱۸ اگست سنہ ۱۹۶۱ء

محکمہ تعلیمات اور محکمہ جیل خانہ جات کا منظور شدہ

اس شمارے میں

شرح چندہ

سالانہ ۔ گیارہ روپے ششماہی چھ روپے

سہ ماہی تین روپے فی پرچہ ۲۵ پیسے

فون ۶۷۵۸۵

نوٹ ۔ خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ دیں

چٹ پر سرخ نشان آپ کے چندہ ختم ہونے کی نشانی ہے

اداریہ

شراب خانہ خراب

اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے ۔

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَیْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝ اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ فِی الْخَمْرِ وَالْمَیْسِرِ وَیَصُدَّكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَعَنِ الصَّلٰوةِ فَهَلْ اَنْتُمْ مُّنْتَهُوْنَ ۝

ترجمہ ۔ اے ایمان والو شراب ۔ جوا ۔ بت اور فال کے تیر شیطانی کام ہیں اس لئے ان سے بچو ۔ تاکہ تم فلاح پاسکو ۔ شیطان تو چاہتا ہی یہ ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ تم میں دشمنی اور کینہ ڈالتا رہے ۔ اور تم کو اللہ تعالےٰ کی یاد اور (خاص کر) نماز سے روکے رکھے ۔ تو کیا تم باز آؤ گے ؟)

آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کے کلام معجز نظام میں شراب اور جوے کو ناپاک اور شیطانی کام بتایا جاکر ان سے اجتناب کا حکم دیا ہے ۔ اس کے بعد شراب اور جوئے کو شیطان کے ہتھیار بتا کر یہ فرمایا گیا ہے ۔ کہ ان ہتھیاروں سے وہ تمہارے درمیان پھوٹ ڈالنا اور بغض و کینہ پیدا کرنا چاہتا ہے ۔ اور ساتھ ہی تمہیں ذکر اور نماز سے غافل کرتا ہے ۔ تو اب بھی تم کو باز آنا ہے یا نہیں ؟

جب مسلمانوں میں بغض و عداوت حرام ہے ۔ خدا تعالےٰ کو بھلا دینا اور نماز ترک کر دینا ناجائز ہے ۔ تو جو چیز اس کا سبب بنے ۔ اور ان منہیات کی طرف منجر ہو ۔ وہ کیوں حرام و ناجائز نہ ہوگی ۔ اس طرح ان کی برائی ذہن نشین کرنے کے بعد نہایت بلیغ انداز میں تبلیغ فرماتے ہوئے ارشاد ہے ۔ کہ کیا اب بھی اس سے باز آؤ گے کہ نہیں ۔ اس وقت کے مومنوں کے لئے نماز چھوڑنی اور اللہ تعالےٰ سے غافل ہونا بڑی سے بڑی مصیبت سے بھی زیادہ ناقابل برداشت تھا ۔ اور باہمی ضد و عناد تو قوم کے لئے تباہ کن تھا ہی ۔ پھر بھلا صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہم کیسے اس سے فوراً متنفر نہ ہوتے جب شراب کی حرمت نازل ہوئی تو اہل اسلام نے اس کے خم کے خم انڈیل دیئے برتن توڑ ڈالے ۔ مدینہ منورہ کی گلی کوچوں میں دخت رز کی ندیاں بہ گئیں ۔ اطاعت اور امتثال حکم ۔ محبت اور عقیدت کا نتیجہ ہوتا ہے ۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم پر خوف خدا بھی غالب تھا ۔ اور وہ اپنے مولا کریم کی ظاہری اور باطنی انعامات سے لطف اندوز اور اس کے جلال و جمال کی تجلیات سے لذت آشنا اور اس کی محبت میں گم بھی تھے ۔ بھلا وہاں تعمیل ارشاد میں کیسے دیر ہوتی ۔ جو چیز حضرت انسان کے طرۂ امتیاز عقل کو گم کر دے ماں بہن اور بیوی کی تمیز اور حلال و حرام کا فرق اٹھا دے ۔ اس وقت وہ جو بہیمانہ حرکات بھی کرے کم ہے ۔ اور ان حرکات سے باہمی بغض و عداوت کی جتنی لعنت و نحوست مسلط ہو تھوڑی ہے یہ چیزیں روحانیت کی ضد اور اخلاق فاضلہ کی دشمن ہیں ۔ اہل اسلام کو یہی شرف حاصل تھا ۔ کہ نبی کریم صلی اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت سے وہ اعمال و اخلاق کی اس بلندی پر جا پہنچے تھے ۔ کہ اس پر تمام بلندیاں ختم ہو جاتی تھیں ۔ یہی وجہ تھی کہ وہ جہاں ایک طرف جہاں گیر و جہاں بان تھے ۔ دوسری طرف وہ بہترین معلم اور مکارم اخلاق کے داعی تھے ۔

مسلمانوں میں بے عملی کی ابتدا عیاشی بدمعاشی اور اوباشی سے ہوتی ہے ۔ یہ چنگ و رباب اور مے اور مینا کے رسیا ہو کر جب مقصد زندگی سے دور اور اللہ تعالےٰ کی یاد سے غافل ہو جاتے ہیں ۔ تو اللہ تعالےٰ ان کو یہ سزا دیتا ہے کہ وہ خود فراموشی میں مبتلا ہو کر خسر الدنیا والآخرۃ کے مصداق بن جاتے ہیں ۔

وَلَا تَكُوْنُوْا كَالَّذِیْنَ نَسُوا اللّٰهَ فَاَنْسٰهُمْ اَنْفُسَهُمْ

پاکستان کا معنی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور اس سے سب کو یہی توقعات تھیں ۔ کہ یہ ایک مثالی اسلامی ملک بنے گا (باقی صفحہ ۱۱ پر)

احادیثِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

قرآن پڑھ کر بھیک نہ مانگو

عَنْ بُرَيْدَةَ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ الْقُرْاٰنَ يَتَأَكَّلُ بِهِ النَّاسَ جَاءَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَوَجْهُهٗ عَظْمٌ لَيْسَ عَلَيْهِ لَحْمٌ رَوَاهُ الْبَيْهَقِيُّ فِي شُعَبِ الْاِيْمَانِ

ترجمہ۔ بریدہ کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جو شخص قرآن پڑھے اور اُس کے ذریعہ لوگوں سے کھائے یعنی قرآن کو دنیا حاصل کرنے کا ذریعہ بنائے۔ وہ قیامت کے روز اس صورت میں آوے گا۔ کہ اس کے چہرے پر گوشت نہ ہوگا ہڈی ہی ہڈی ہوگی۔

قرآن کو جمع کرنے کا بیان

عَنْ زَيْدِ بْنِ ثَابِتٍ قَالَ اَرْسَلَ اِلَيَّ اَبُوْبَكْرٍ مَقْتَلَ اَهْلِ الْيَمَامَةِ فَاِذَا عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ عِنْدَهٗ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اَنَّ عُمَرَ اَتَانِيْ فَقَالَ اِنَّ الْقَتْلَ قَدِ اسْتَحَرَّ يَوْمَ الْيَمَامَةِ بِقُرَّاءِ الْقُرْاٰنِ وَاِنِّيْ اَخْشٰى اِنِ اسْتَحَرَّ الْقَتْلُ بِالْقُرَّاءِ بِالْمَوَاطِنِ فَيَذْهَبَ كَثِيْرٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ وَاِنِّيْ اَرٰى اَنْ تَاْمُرَ بِجَمْعِ الْقُرْاٰنِ قُلْتُ لِعُمَرَ كَيْفَ تَفْعَلُ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ عُمَرُ هٰذَا وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ عُمَرُ يُرَاجِعُنِيْ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِذٰلِكَ وَرَاَيْتُ فِيْ ذٰلِكَ الَّذِيْ رَاٰى عُمَرُ قَالَ زَيْدٌ قَالَ اَبُوْبَكْرٍ اِنَّكَ رَجُلٌ شَابٌّ عَاقِلٌ لَا نَتَّهِمُكَ وَقَدْ كُنْتَ تَكْتُبُ الْوَحْيَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَتَبَّعِ الْقُرْاٰنَ فَاجْمَعْهُ فَوَاللّٰهِ لَوْ كَلَّفُوْنِيْ نَقْلَ جَبَلٍ مِّنَ الْجِبَالِ مَا كَانَ اَثْقَلَ عَلَيَّ مِمَّا اَمَرَنِيْ بِهٖ مِنْ جَمْعِ الْقُرْاٰنِ قَالَ قُلْتُ كَيْفَ تَفْعَلُوْنَ شَيْئًا لَمْ يَفْعَلْهُ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ هُوَ وَاللّٰهِ خَيْرٌ فَلَمْ يَزَلْ اَبُوْبَكْرٍ يُرَاجِعُنِيْ حَتّٰى شَرَحَ اللّٰهُ صَدْرِيْ لِلَّذِيْ شَرَحَ لَهٗ صَدْرَ اَبِيْ بَكْرٍ وَعُمَرَ فَتَتَبَّعْتُ الْقُرْاٰنَ اَجْمَعُهٗ مِنَ الْعُسُبِ وَاللِّخَافِ وَصُدُوْرِ الرِّجَالِ حَتّٰى وَجَدْتُ اٰخِرَ سُوْرَةِ التَّوْبَةِ مَعَ اَبِيْ خُزَيْمَةَ الْاَنْصَارِيِّ لَمْ اَجِدْهَا مَعَ اَحَدٍ غَيْرِهٖ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ حَتّٰى خَاتِمَةِ بَرَاءَةَ فَكَانَتِ الصُّحُفُ عِنْدَ اَبِيْ بَكْرٍ حَتّٰى تَوَفَّاهُ اللّٰهُ ثُمَّ عِنْدَ عُمَرَ حَيٰوتَهٗ ثُمَّ عِنْدَ حَفْصَةَ بِنْتِ عُمَرَ رَوَاهُ الْبُخَارِيُّ

ترجمہ۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اہل یمامہ سے لڑائی کے زمانہ میں مجھ کو بلا بھیجا۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بیٹھے ہوئے ہیں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مجھ سے کہا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے اور کہا کہ یمامہ کی لڑائی میں بہت سے قاری شہید ہوئے ہیں۔ اور مجھ کو خوف ہے۔ کہ اگر اس طرح مختلف مقامات میں قاری شہید ہوئے تو قرآن کا بڑا حصہ ضائع ہو جائے گا۔ لہذا میں یہ مناسب سمجھتا ہوں کہ آپ قرآن کو جمع کرنے کا حکم دیں میں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی یہ بات سن کر عمر رضی اللہ عنہ سے کہا تم اس کام کو کیونکر کروگے جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سن کر کہا۔ یہ کام خدا کی قسم بہتر ہے۔ پس عمر رضی اللہ عنہ برابر اس مسئلہ میں مجھ سے گفتگو کرتے رہے۔ یہاں تک کہ خدا تعالےٰ نے اس کام کے لئے میرا سینہ کھول دیا۔ یعنی اس رائے کے صحیح ہونے کا مجھ کو خدا کی طرف سے یقین ہوگیا۔ اور جو مصلحت عمر رضی اللہ عنہ نے دیکھی تھی مجھ کو اس مصلحت کا علم ہوگیا۔ زید بن ثابت کہتے ہیں۔ کہ اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا (زید) تم ایک مرد جوان ہو عقلمند ہو، تم پہ تہمت جھوٹ وغیرہ کی نہیں لگائی گئی اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وحی کے کاتب تھے۔ پس تم قرآن کو تلاش کرو اور اس کو جمع کرو۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ خدا کی قسم ہے۔ اگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ کو کسی پہاڑ کے اٹھانے کی خدمت سپرد کرتے۔ تو یہ خدمت اس خدمت سے جو انہوں نے قرآن کو جمع کرنے کی میرے ذمہ لگائی تھی۔ میرے لئے آسان تھی۔ زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کا حکم سن کر عرض کیا تم کیوں کر اس کام کو کروگے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کیا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ کام خدا کی قسم بہتر ہے۔ پس ابوبکر رضی اللہ عنہ مجھ سے برابر اس معاملہ میں گفتگو فرماتے رہے یہاں تک کہ خداوند تعالےٰ نے میرا سینہ بھی اس چیز کے لئے کھول دیا۔ جس چیز کے لئے حضرات عمر رضی اللہ عنہ و ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سینوں کو کھولا تھا۔ یعنی مجھ کو بھی جمع قرآن کی مصلحت کا علم ہوگیا۔ پس میں نے قرآن کو اس طرح تلاش کیا کہ میں اس کو کھجور کے پتوں یا شاخوں سے اور سفید پتھروں سے اور لوگوں یعنی حافظوں اور قاریوں کے سینوں سے جمع کرتا تھا۔ یہاں تک کہ میں نے سورۂ توبہ کے آخری حصہ کو ابو خزیمہ انصاری رضی اللہ عنہ کے پاس

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۸ صفر المظفر ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۱ اگست ۱۹۶۱ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ الحمد للہ وکفٰی وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی

اما بعد

بہشتیوں اور دوزخیوں کے اوصاف

ا

بہشتیوں کے اوصاف

قولہ تعالےٰ (وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ اُولٰۗىِٕكَ اَصْحٰبُ الْجَنَّةِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○)

(سورۃ البقرۃ رکوع ۹ پارہ ۱)

ترجمہ:۔ اور جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ وہی بہشتی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

ایمان کی معنی جو

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ارشاد فرمائی ہے۔

(اَنْ تُؤْمِنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهٖ وَشَرِّهٖ قَالَ صَدَقْتَ ○

(از مشکوٰۃ شریف حدیث جبرئیل علیہ السلام)

ترجمہ:۔ ایمان یہ ہے کہ تو (اللہ تعالیٰ) پر ایمان لائے اور اس کے فرشتوں پر ایمان لائے۔ اور اس کی تمام کتابوں (جو آسمان سے نازل کی گئی ہیں) پر ایمان لائے۔ اور اسکے تمام رسولوں پر ایمان لائے اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر ایمان لائے خواہ اچھی تقدیر ہو۔ یا (سزا کے طور پر) بُری تقدیر ہو۔

نیک عمل

جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف سے معلوم ہوتے ہیں وہ یہ ہیں۔

(اَنْ تَشْهَدَ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَتُؤْتِيَ الزَّكٰوةَ وَتَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا)

ترجمہ:۔ کہ تو گواہی دے اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور تحقیق محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں اور تو نماز قائم کرے اور زکوٰۃ دے اور رمضان (مبارک) کے روزے رکھے اور بیت الحرام کا حج کرے اگر تمہیں توفیق ہو کہ وہاں تک جا سکے۔

جس شخص

کے دل میں ایمان ہو جو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بیان فرمایا ہے۔ تب تو وہ شخص ایماندار ہے اور اگر ایمان کی معنی اس کے دل میں نہیں ہیں تو اسے مومن کہنا خلاف واقع ہوگا۔

عام طور پر

مُسلمان بچوں کو مذکور الصدر ایمان کی تعریف کب سمجھائی جاتی ہے۔ نہ پرائمری کے کورس میں۔ نہ مڈل کے کورس میں۔ نہ ہائی کورس میں۔ نہ ایف اے کے کورس میں نہ بی اے کے کورس میں نہ ایم اے کے کورس۔ نہ ایل ایل بی کے کورس میں۔

انگریز نے

کب کہا تھا۔ کہ ہمارے مسلمانوں میں تمہارے بچوں کو مذہبی تعلیم دونگا۔ وہ تو اپنے نوکر بنانے والی تعلیم دیتا تھا۔ خواہ مسلمان ہو یا ہندو یا سکھ

اور

واقعی وہ اس نظریۂ تعلیم میں کامیاب رہا اس کے دفتر کے کلرک مسلمان بھی تھے۔ ہندو بھی تھے۔ سکھ بھی تھے۔

اب اس انگریز

کی تعلیم کا یہ اثر ہے کہ مسلمان تعلیم یافتہ مگر مذہب اسلام کی تعلیم سے بے بہرہ۔ اور مسلمان عام طور پر خوش ہے کہ میرا بیٹا تعلیم یافتہ ہو گیا ہے۔

حالانکہ

مسلمان بچے کو ابتدائی تعلیم سے لے کر انتہائی تعلیم تک اسلام کی تعلیمات سے بے بہرہ رکھا گیا ہے۔ شعر

واے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
اور کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

اور اس جہالت کا نتیجہ یہ ہے

کہ عموماً تعلیم یافتہ نوجوان علماء کرام کی اور تو اور داڑھیوں پر مذاق اڑاتے ہیں۔ حالانکہ ان جاہلوں کو یہ پتہ نہیں ہے کہ یہ داڑھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی داڑھی کا اتباع ہے۔ کیونکہ حضورؐ نے نہ کبھی داڑھی کترائی ہے نہ منڈائی ہے۔ بظاہر تعلیم یافتہ کہلاتے ہیں۔ لیکن کس تعلیم کے تعلیم یافتہ ہیں۔ انگریز کی تعلیم کے۔ نہ کہ اسلام کی تعلیم کے اور ان کی اس تعلیم میں تو ہندو بھی شامل ہیں اور سکھ بھی۔ یعنی انگریز کے سکھے ہوئے نوکر ہوتے ہیں۔ اے اللہ ان مدہوشوں کو ہوش عطا فرما۔ وما علینا الا البلاغ۔

اب آیئے

نیک عملوں کی بنا پر مسلمان کے اعمال کو جانچئے۔ کیا ہر کہلانے والا مسلمان ان اعمال (نبویؐ) کا پابند ہے۔

کیا ہر کہلانے والا مسلمان

نماز پنجوقتہ بالالتزام پڑھتا ہے اور کیا ہر کہلانے والا مسلمان اپنے خداداد مال کی زکوٰۃ نکالتا ہے۔ یہ میں مانتا ہوں۔ کہ زکوٰۃ نکالنے والے بھی ہیں۔ لیکن کیا زکوٰۃ فرض ہو جانے کے باوجود زکوٰۃ نہ نکالنے والے اور مسلمان کہلانے والے مسلمان موجود نہیں ہیں۔ بلکہ ایسے لوگ اللہ تعالیٰ کی زکوٰۃ دینے والے مسلمانوں سے زیادہ نکلینگے

اور زکوٰۃ نہ دینے والے مسلمانوں کو

مسلمان کہنا - چشم پوشی سے ہو تو ہو مگر حقیقت میں مسلمان نہیں ہیں

چنانچہ انہیں کافر سمجھ کر ہی ان سے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جہاد کا ارادہ کیا تھا

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی اور ابوبکرؓ آپ کے خلیفہ قرار پائے اور عربوں میں سے جن لوگوں نے کافر ہونا تھا۔ کافر ہوئے اور ابوبکرؓ نے لڑنے کا ارادہ کیا۔ تو عمر بن الخطابؓ نے ان سے کہا۔ تم لوگوں سے کیوں لڑوگے۔ حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ مجھ کو یہ حکم دیا گیا ہے۔ کہ میں اس وقت تک لوگوں سے لڑوں۔ جب تک وہ لا الٰہ الا اللہ نہ کہیں۔ پس جس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا یعنی اسلام قبول کر لیا۔ اس نے مجھ سے اپنی جان اور مال کو بچا لیا مگر اللہ تعالےٰ اور اسلام کا حق اس پر باقی رہا ابوبکرؓ نے فرمایا۔ خدا تعالےٰ کی قسم میں اس شخص سے لڑونگا جو نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے گا۔ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ جیسے نماز نفس کا حق ہے۔ خدا تعالےٰ کی قسم اگر مجھ کو بکری کا بچہ دینے سے لوگ منع کریں گے۔ جس کو وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیا کرتے تھے تو میں اس انکار کرنے پر ان سے لڑوں گا۔ عمرؓ نے فرمایا۔ قسم ہے اللہ تعالےٰ کی بات کچھ نہ تھی۔ مگر یہ کہ میں نے دیکھا کہ خدا تعالیٰ نے ابوبکر کے سینہ کو کھول دیا ہے لڑنے کے لئے پھر مجھ کو معلوم ہوا کہ ابوبکرؓ کی رائے درست تھی اور وہ حق پر تھے (بخاری و مسلم)

لہٰذا

گزشتہ بیان کردہ واقعہ دورِ خلافت اسلامیہ کا یہ اطلاع دیتا ہے کہ مسلمان کہلانے والا شخص جس پر بحیثیت مالدار ہونے کے اگر اپنے مال کی زکوٰۃ نہ نکالے تو وہ شخص مسلمان نہیں رہتا۔ بلکہ کافر ہو جاتا ہے۔
و ما علینا الا البلاغ

اطلاع

اس مسئلہ میں صحیح فیصلہ کی اطلاع کر دی گئی ہے تاکہ کوئی مالدار مسلمان یہ کہنے نہ پائے کہ اے اللہ تعالیٰ مجھے تو اس مسئلہ کی اطلاع ہی نہیں ہوئی تھی۔

اس

گزشتہ بحث سے مسلمانوں پر واضح ہو گیا کہ اسلام کے پانچوں رکن بجا لانے پر آدمی مسلمان کہلانے کا مستحق ہے۔ نہ کہ مسلمانوں کا سا نام رکھوانے سے آدمی مسلمان ہو جاتا ہے۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ

دوزخیوں کے اوصاف

پہلا شاہد

قولہ تعالےٰ (وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○)

(سورۃ البقرہ رکوع ۴ پارہ ۱)

ترجمہ:- اور جو انکار کریں گے اور ہماری آیتوں کو جھٹلائیں گے۔ وہی دوزخی ہوں گے وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

لہٰذا

مسلمانوں کو حکم الٰہی کے عمل میں لانے سے انکار نہیں کرنا چاہیئے۔

دوسرا شاہد

(بَلٰى مَنْ كَسَبَ سَيِّئَةً وَّاَحَاطَتْ بِهٖ خَطِيْٓئَتُهٗ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○)

(سورۃ البقرۃ رکوع ۹ پارہ ۱

ترجمہ:- ہاں جس نے کوئی گناہ کیا اور اُسے اُس کے گناہ نے گھیر لیا۔ سو وہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

گھیر لیا

کا مطلب یہ ہے کہ ایسی اس گناہ کی چاٹ پڑ گئی ہے کہ اب چھوٹ نہیں سکتا مثلاً زنا کی ایسی چاٹ لگ گئی ہے کہ کبھی عورت کے ورثاء کے ہاتھ چڑھ جاتے ہیں تو خوب جوتے کھاتے ہیں۔ لیکن اس گناہ کی چاٹ نہیں جاتی وہ بالفرض اگر چھوڑ بھی دے تو اور کسی سے یارانہ گانٹھ لیا۔ غرض کہ زنا کی ایسی چاٹ پڑی۔ کہ اب باز نہیں آتے۔ ایسے لوگ بالآخر جہنم میں جائیں گے۔ پھر ہوش ٹھکانے لگیں گے لیکن پھر ہوش آئی تو کس کام کی اللّٰھم اعذنا منہ

تیسرا شاہد

قولہٗ تعالیٰ۔ (اَلَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا يَقُوْمُوْنَ اِلَّا كَمَا يَقُوْمُ الَّذِيْ يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَيْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا ۘ وَاَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ؕ فَمَنْ جَآءَهٗ مَوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّهٖ فَانْتَهٰى فَلَهٗ مَا سَلَفَ ؕ وَاَمْرُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ؕ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○)

(سورۃ البقرۃ رکوع ۳۸ پارہ ۳)

ترجمہ۔ جو لوگ سود کھاتے ہیں قیامت کے دن وہ نہیں اٹھیں گے مگر جس طرح کہ وہ شخص اٹھتا ہے۔ جس کے حواس جن نے لپٹ کر کھو دیئے ہیں یہ حالت ان کی اس لئے ہوگی۔ کہ انہوں نے کہا تھا کہ سوداگری بھی تو ایسی ہی ہے۔ جیسے سود لینا۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے سوداگری کو حلال کیا ہے اور سود کو حرام کیا ہے۔ پھر جسے اپنے رب کی طرف سے نصیحت پہنچی اور وہ باز آ گیا۔ جو پہلے لے چکا ہے وہ اسی کا رہا۔ اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالہ ہے اور جو کوئی پھر سود لے۔ وہی دوزخ والے ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

چوتھا شاہد

قولہٗ تعالیٰ (اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا لَنْ تُغْنِيَ عَنْهُمْ اَمْوَالُهُمْ وَلَآ اَوْلَادُهُمْ مِّنَ اللّٰهِ شَيْئًا ؕ وَاُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ○)

(سورہ آل عمران رکوع ۱۲ پارہ ۴)

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ کافر ہیں۔ ان کے مال اور اولاد اللہ (تعالےٰ) کے مقابلہ میں کچھ کام نہ آئینگے اور وہی لوگ دوزخی ہیں۔ وہ اس آگ میں ہمیشہ رہنے والے ہیں۔

پانچواں شاہد

قولہٗ تعالیٰ (وَالَّذِيْنَ يَنْقُضُوْنَ عَهْدَ اللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ مِيْثَاقِهٖ وَيَقْطَعُوْنَ مَآ اَمَرَ اللّٰهُ بِهٖٓ اَنْ يُّوْصَلَ وَيُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ ۙ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ اللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوْٓءُ الدَّارِ ○)

(سورۃ الرعد رکوع ۳ پارہ ۱۳)

ترجمہ۔ اور جو لوگ اللہ کا عہد مضبوط کرنے کے بعد توڑتے ہیں اور اس چیز کو توڑتے ہیں جسے اللہ (تعالیٰ) نے حکم فرمایا اور ملک میں فساد کرتے ہیں ان کیلئے لعنت ہے اور ان کیلئے برا گھر ہے۔

از مولانا خالد کمال صاحب مبارکپوری

اسلامی اخلاق

اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ کہ اسلام نے اخلاق کے باب کو بڑی وسعت دی۔ اس کو جلا بخشا، اس کو درجہ تکمیل تک پہنچایا۔ اور اسے اسلام اور بعثت نبوی کے مقاصد اولیں میں شمار کیا چنانچہ حضور کا ارشاد ہے۔

بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَکَارِمَ الْاَخْلَاق

یعنی میں مکارم اخلاق کی تکمیل کے لئے بھیجا گیا ہوں۔

اگر آپ غور کریں تو انفرادیت سے لے کر اجتماعیت تک عوام سے لے کر خواص تک اور رعایا سے لیکر حکام تک جتنے مراحل واقع ہیں، اخلاق کے بہترین نمونوں سے مزین ملیں گے بخصوصاً خواص کا ہر ہر قدم آپ کو اخلاق کی بلند چوٹیوں پر ملے گا۔ کیونکہ خواص کی زندگی عوام کے لئے قابل اتباع ہوتی ہے ان کی زندگی کا پورا عکس عوام کی زندگی پر پڑتا ہے۔ ان کی اصلاح سے عوام کی اصلاح ہوتی ہے۔ اور ان کی کجروی سے عوامی زندگی میں فساد ہوتا ہے۔

یوں تو اسلام کا ہر ہر فرد اپنے لئے بھی ذمہ دار ہے۔ اور دوسروں کی ذمہ داری بھی ایک گونہ اس کے سر عائد ہوتی ہے۔

لیکن حکام و عمال سراسر عوام کے حق میں مسئول ہیں۔ ان کی اصلاح و فساد کی خارجی ذمہ داری انہیں کے سر ہوتی ہے چنانچہ اس دریا کو کوزہ میں یوں بند فرمایا گیا ہے

کُلُّکُمْ رَاعٍ وَکُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ

ہر شخص تم میں سے حاکم ہے
اور ہر ایک سے اس کی رعیت
کے بارے میں پوچھا جائیگا

اس حدیث کے پیش نظر ایک فرد اپنے بال بچوں اور عورت کا ذمہ دار ہوتا ہے۔ گھر کا بڑا بوڑھا اہل خانہ کا ذمہ دار ہے۔ خاندان کا سردار پورے خاندان کا ذمہ دار ہے۔ گاؤں کا سرپنچ پورے گاؤں کا ذمہ دار ہے۔ اور حکام اور خواص پوری سلطنت کے مسئول ثابت ہوتے ہیں۔

یہ صرف زبانی خرچ نہیں ہے۔ بلکہ اس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اسلام ان ذمہ داروں سے قربانی اور خدمت طلب کرتا ہے۔ اور میدان عمل میں نکل کر عوام کی صحیح رہبری کی درخواست کرتا ہے۔

درحقیقت اسلام انہیں کو سردار اور رہبر بھی مانتا ہے۔ جو قوم، ملک اور دین مذہب کی خدمت کے لئے قربانی پیش کرتے ہیں۔ اور ان کی خدمت کے لئے خود کو وقف کر دیتے ہیں۔ دیکھئے سَیِّدُ الْقَوْمِ خَادِمُھُمْ اس کا کتنا عمدہ ترجمان ہے اس کو سامنے رکھنے کے بعد خدمت جانثاری اور قربانی کا بے ساختہ جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ اور اسلام جن کے سر اس کی ذمہ داری ڈالتا ہے۔ انہیں اس کسوٹی پر پہلے پرکھ لیتا ہے۔ اور ان کے جذبہ خدمت اور وسعت جانثاری کا اندازہ لگا لیتا ہے

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ کہ عوام اونچے طبقے کی پیروی کرتے ہیں۔ اور خود کو اسی رنگ میں رنگنے کی سعی بلیغ کرتے ہیں۔ جن میں ان کے اونچے طبقے رنگے ہوتے ہیں۔ اگر اونچا طبقہ صراط مستقیم پر گامزن ہو تو عوام بھی غلط راہ پر نہیں پڑتے اور اگر فارغ البال ذمہ دار طبقہ ہی کجروی میں پھنس جاتا ہے۔ تو عوام میں بھی راہ صواب مفقود ہو جاتی ہے۔ اس لئے اسلام ذمہ دار طبقہ کو ہر حیثیت سے عملی نمونہ بنا کر عوام کے سامنے پیش کرنا چاہتا ہے۔ اور ان کو سخت تاکید کرتا ہے۔ کہ وہ اپنی ذمہ داری کو محسوس کرتے ہوئے خود بھی صحیح راستہ اختیار کریں۔ اور عوام کو بھی اس راستہ پر چلنے کی ترغیب دیں یہی وجہ ہے۔ کہ خلفاء اسلام جب کسی عامل یا گورنر کے پاس کوئی خط لکھتے تو اس میں پند و نصیحت اور اخلاقی پہلو کو کبھی نظر انداز نہیں کرتے اور مقصد کو ظاہر کرنے کے بعد ان کے استفادہ کے لئے آخر میں اخلاقی نکات تحریر فرماتے اور عوام میں زیادہ سے زیادہ محبوب ہونے کی راہ تبلاتے تھے اس طرح وہ اپنی ذمہ داری سے بھی سبکدوش ہو جاتے اور احکام کو بھی اپنی قیمتی علمی و اخلاقی رائے سے مطلع فرماتے تھے۔

چنانچہ حضرت عمرؓ حضرت معاویہؓ کے پاس لکھتے ہیں۔ اما بعد میں نے قضاء سے متعلق یہ خط تمہارے پاس لکھا ہے۔ تم پانچ عادتوں (اخلاق) کو اپناؤ، انشاءاللہ تمہارا دین بھی سالم رہے گا۔ اور تم کو اس کا اجر بھی ملے گا۔

۱۔ جب تمہارے پاس مدعی مدعا علیہ حاضر ہوں۔ تو عادل گواہ طلب کرو یا یمین قاطعہ طلب کرو۔

۲۔ اور ضعیف کو اپنے قریب کر لیا کرو تاکہ اس کو اپنی بات کہنے کی جرأت ہو سکے۔

۳۔ مسافر سے وعدہ کر لیا کرو۔ کیونکہ اگر اس سے کوئی وعدہ وغیرہ نہ کرو گے۔ تو وہ اپنے شہر واپس چلا جائے گا۔ اور اس کے حق کے ضائع کرنے کی ذمہ داری اسی پر ہوگی۔ جس نے اس کے ساتھ نرمی کا برتاؤ نہ کیا۔

۴۔ اور فریقین کو اپنے مخصوص میٹھے انداز میں دلاسہ دیا کرو۔ اور غمخواری کی باتیں کرو۔

۵۔ اگر قضاء کو بر سر کار لائے بغیر کام چل جائے۔ تو فریقین کے درمیان صلح کرا دیا کرو۔

اس خط میں اکثر وہی باتیں ہیں۔ جو ہر مسلمان جانتا ہے۔ چہ جائیکہ شام کے گورنر حضرت معاویہؓ جیسے مدبر آدمی نہ جانتے ہوں۔ لیکن اس کا مقصد وہی ہے۔ کہ اخلاقی اعتبار سے وہ اپنے اندر ایسی صلاحیت پیدا کریں۔ کہ ان سے عوام بجائے وحشت زدہ ہونے کے قریب تر ہو جائیں۔ اور ان کو اپنا حاکم تصور کر کے اس کے مشورہ اور فیصلہ کی روشنی میں زندگی بسر کریں۔

اس طرح حضرت علیؓ نے اسی سلسلہ میں ایک مفصل خط اپنے ایک عامل مالک بن اشتر گورنر مصر کے پاس تحریر فرمایا جو عمال و حکام کے لئے آئینہ حیات ہے اس کی روشنی میں عمل کرنے کے بعد وہ ایک کامیاب حاکم کی زندگی بسر کر سکتا ہے اور ساتھ ہی آخرت میں بھی۔ بڑے ثواب

کا مستحق ہو سکتا ہے۔ وہ لکھتے ہیں۔

تمہیں وہی کام پسند ہونا چاہئے۔ جو حق کے معاملہ میں درمیانی ثابت ہو اور عدل میں عام ہو، اور رعایا کی رضا کا جامع ہو، اگر عوام خفا ہوں۔ تو خواص کی رضا مندی بے سود ہے، اور اگر خواص ناخوش ہوں۔ تو عوام کی رضا کے پیش نظر معاف کر دینا چاہئے۔ فارغ البالی کے زمانہ میں حاکم کو پریشان کرنے والے۔ مصیبت کے وقت حاکم سے دور رہنے والے، انصاف کو ناپسند کرنے والے، سب سے زیادہ حلف اٹھانے والے، بخشش کے وقت کم شکر ادا کرنے والے، کسی کام سے روکنے کے وقت دیر میں عذر کرنے والے۔ اور گردش زمانہ پر صبر نہ کرنے والے ہمیشہ خواص اور اونچے طبقہ کے لوگ ہوا کرتے ہیں۔ اور دین کے لئے ستون کا کام دینے والے، دشمن کے سامنے سینہ سپر ہونے والے اور مسلمانوں کی جمعیت میں ہمیشہ عوام آگے ہوا کرتے ہیں۔

لہذا تمہارا خلوص اور میلان ہمیشہ عوام کے ساتھ ہونا چاہئے لوگوں کا عیب تلاش کرنے والا تمہارے نزدیک سب سے زیادہ بدبخت اور ناپسندیدہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ عوام کے عیوب چھپانے کا حاکم کو سب سے زیادہ حق ہے۔

جو عیب تمہاری نظروں کے سامنے نہ ہو۔ اس کے متعلق تفتیش نہ کرو۔ کیونکہ تم صرف ان عیوب کو ظاہر کرنے کے مکلف ہو۔ جو تمہیں ظاہر معلوم ہو۔ غائب عیوب کا فیصلہ تو اللہ تعالیٰ کرے گا۔

تمہاری مجلس شوریٰ میں کوئی ایسا بخیل نہ آنے پائے جو تمہاری فضیلت کو معدوم کر دے۔ اور تم کو مجبور بنا دے اور نہ کوئی ایسا بزدل ہی داخل ہو۔ جو تم کو معاملات میں بزدل بنا دے۔ اور نہ کوئی ایسا حریص قدم رکھنے پائے جو لوٹ کھسوٹ کا مشورہ دے، کیونکہ بخل، بزدلی، اور لالچ اللہ کے ساتھ بدگمانی کی وجہ سے ہوتے ہیں۔

تمہارا سب سے زیادہ شر پسند وزیر وہ ہے۔ جو تم سے پہلے شرپسندوں کا وزیر رہا ہو۔ اور معاصی میں برابر کا ان کا شریک رہا ہو، ایسوں کو ہرگز اپنے قریب نہ پھٹکنے دو۔ کیونکہ وہ جورو ستم کے مرتکب ہیں۔

رفاہ عام، مفاد عامہ اور پرانی روایات کے قائم کرنے میں علماء اور حکماء کو خوب بحث مباحثہ کرنے دو تاکہ ہر ایک کی حقیقت کھل کر سامنے آجائے۔

خوب سمجھ لو کہ رعایا کے مختلف طبقے ہیں۔ جو بغیر ایک دوسرے کی مدد کے آگے نہیں بڑھ سکتے اور ہر ایک دوسرے سے بالکل مربوط ہے۔

چنانچہ ایک طبقہ فوجوں کا ہے۔ جسے جنود اللہ کہہ سکتے ہو۔ ایک طبقہ عوام و خواص کا ہے۔ ایک طبقہ عدل و انصاف کے حاکموں کا ہے۔ ایک طبقہ جزیہ و خراج دینے والے غیر مسلموں اور مسلمانوں کا ہے ایک طبقہ تاجروں اور کاریگروں کا ہے اسی طرح ایک طبقہ ان غریب و مسکین اور نیچے طبقے کے لوگوں کا ہے۔ جو حاجت مند ہیں۔

کتاب و سنت کی روشنی میں ہر ایک کا حصہ و حق معین ہے۔ فوج رعایا کا قلعہ ہے۔ حاکموں کی زینت ہے، دین کی عزت ہے۔ اور امن کا راستہ ہے۔ رعایا اسی کے ذریعہ قائم رہتی ہے۔ پھر مجاہدین کی جماعت فوج کا داہنا بازو ہے۔ جو اللہ کی راہ میں جہاد کے لئے نکلتی ہے دشمنوں سے مقابلہ کرتی ہے۔ اور فوجوں کی پشت پناہی کرتی ہے۔

ان دونوں جماعتوں کے لئے قاضی عمال اور کتاب معاون ہوتے ہیں۔ جو معاملات فیصل کرتے ہیں۔ اور جن پر خواص و عوام کو بھروسہ ہوتا ہے۔

یہ سب کے سب تاجروں اور کاریگروں کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتے جو بازار و اجتماع قائم کرتے ہیں، پھر نچلا طبقہ جو حاجت مند محتاجوں پر مشتمل ہے۔ جن کی پریشانیاں ظاہر ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کی بقدر استطاعت مدد کرنا حاکم کا فرض ہے۔ لہذا تم اپنی فوج کا کمانڈر اس شخص کو مقرر کرو جو تمہارے نزدیک اللہ، رسول، اور حاکم کی اطاعت کرنے والا ہو۔ اور سنجیدہ مزاج ہو، جو غضب و غصہ کو برداشت کرنے پر قادر ہو اور عذر قبول کرنے والا ہو، اور بزدلی اور کمزوری کی وجہ سے پیچھے ہٹنے والا نہ ہو۔ پھر صاحب مروت، صاحب شان و شوکت اور نیک آدمی کو اس خدمت پر مامور کرو۔ اس کے بعد بہادر سخی اور درگزر کرنے والا زیادہ مستحق ہو۔

تمہارے لئے لازم ہے۔ کہ ان کی خبرگیری اس طرح کرتے رہو جیسے کہ ماں باپ بچے کی خبر کرتے رہتے ہیں۔ اور جب ان سے کسی سے بھی مہربانی کا وعدہ کرو تو اسے حقیر اور معمولی سمجھ کر ٹال نہ دو بلکہ اسے پورا کرو۔

تم ایسے آدمی کو حاکم بناؤ۔ جو تمہاری رعایا میں افضل ہو۔ جس سے معاملات میں تنگی نہ پیدا ہو۔ جو فریقین کو مطمئن کر سکے اپنی لغزش پر مصر نہ ہو حق کے ظاہر کرنے اور جھوٹ کے مٹانے اور ابطال باطل سے عاجز نہ ہو۔ لالچ کے پھندے میں نہ پڑو۔ اور معاملات کے تمام عقل و فہم کو بر سر کار لاؤ۔ دوکان پر بیٹھنے والے۔ اور پھیری کرنے والے تاجروں کو اچھی اچھی نصیحتیں کیا کرو۔

کیونکہ یہی منافع اور اسباب معیشت کو جمع کرنے والے ہیں، اور بر و بحر، جبل و وادی، کے خطرات سے بالاتر ہو کر ضروریات زندگی کو مہیا کرنے والے ہیں۔ تاکہ لوگ ان کو بری نظر سے نہ دیکھیں، یہ لوگ سراپا صلح و سلامتی ہوا کرتے ہیں۔ مقابل سے لڑنے جھگڑنے کا خوف نہیں ہوتا۔ ان کی خبرگیری شہر کے اندر بھی کرو۔ اور اطراف میں بھی ان کی دیکھ بھال کرتے رہو۔ ان کے متعلق زیادہ خوش فہمی میں مبتلا نہ ہونا۔ کیونکہ بعض تاجر تنگی پسند پست ذہن معاملات میں اپنا حکم چلانے والے اور مال کو ناجائز طور سے روک کر زیادہ منافع پر بیچنے والے بھی ہوتے ہیں۔

یہ عوام کے لئے سراسر نقصان دہ اور حاکم کے لئے عیب ہے۔ ان کو مال روکنے سے منع کرو۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے احتکار سے منع فرمایا ہے۔

بیع و شراء خرید و فروخت اور لین دین آپس میں راضی خوشی اور صحیح ناپ تول سے ہونی چاہئے۔ بھاؤ بھی مناسب ہونا چاہئے۔

لہذا کوئی تاجر تمہارے منع کرنے کے باوجود مال روکنے کی جرأت کرے تو اس کو مناسب سزا دو، ان نیچے طبقہ والوں کی ہر وقت خبرگیری کیا کرو۔ جن کے لئے کوئی حیلہ وسیلہ نہیں ہے۔ جو محتاج، غریب نادار ہیں۔ کیونکہ اس طبقہ میں اکثر قانع اور صابر ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے ان کا حق مقرر فرمایا ہے

(باقی صفحہ ۹ پر)

محمد شفیع عمرالدین (سانگھڑ)

مُصائب و پریشانیاں

یہ ہماری شامتِ اعمال کا نتیجہ ہیں۔

۱۔ مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ز وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ط (النسآء ایت ۷۹)

ترجمہ۔ تجھے جو بھلائی بھی پہنچے۔ وہ اللہ کی طرف سے ہے۔ اور جو تجھے بُرائی پہنچے۔ وہ تیرے نفس کی طرف سے ہے۔

۲۔ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ ۞ (الشوریٰ ایت ۳۰)

ترجمہ۔ اور تم پر جو مصیبت آتی ہے۔ وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں سے آتی ہے۔ اور بہت سے گناہ معاف کر دیتا ہے۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح فرماتے ہیں:۔

"یعنی نعمتیں ایک خاص اندازہ اور خاص اوقات و احوال کی رعایت سے دی جاتی ہیں۔

مصائب کا نزول

بھی خاص اسباب و ضوابط کے ماتحت ہوتا ہے۔

مثلاً

بندوں کو جو کوئی سختی اور مصیبت پیش آئے۔ اس کا سبب قریب یا بعید بندوں ہی کے بعض اعمال و افعال ہوتے ہیں۔ ٹھیک اُسی طرح جیسے ایک آدمی غذا وغیرہ میں احتیاط نہ کرنے سے خود بیمار پڑ جاتا۔ بلکہ بعض اوقات ہلاک ہو جاتا ہے۔ یا بعض اوقات والدہ کی بد پرہیزی بچہ کو مبتلائے مصیبت کر دیتی ہے۔ یا کبھی کبھی ایک محلہ والوں یا شہر والوں کی بے تدبیری اور حماقت سے پورے محلہ اور شہر کو نقصان اٹھانا پڑتا ہے۔ یہ ہی حال

روحانی اور باطنی

بد پرہیزی اور بے تدبیری کا سمجھ لو

گویا

دنیا کی ہر مصیبت بندوں کے بعض اعمال ماضیہ کا نتیجہ ہے۔

اور مستقبل

میں اُن کے لئے تنبیہ اور امتحان کا موقع بہم پہنچاتی ہے۔ اور یہ اس طرح پر ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ کی رحمت بندوں کے بہت سے گناہوں سے در گزر کرتی ہے۔ اگر

ہر ایک جرم پر گرفت

ہوتی تو زمین میں کوئی متنفس بھی باقی نہیں رہتا۔

(وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللّٰهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوْا مَا تَرَكَ عَلٰى ظَهْرِهَا مِنْ دَآبَّةٍ وَّلٰكِنْ يُّؤَخِّرُهُمْ اِلٰٓى اَجَلٍ مُّسَمًّى ۞ (سورۃ فاطر پ ۲۲ رکوع ۱۷)

ترجمہ۔ اور اگر اللہ تعالےٰ لوگوں کو پکڑے اس پر جو انہوں نے کیا تو نہ چھوڑے زمین پر کسی جاندار کو اور لیکن ان کو مہلت دیتا ہے وعدہ مقرر تک۔

"حضرت شاہ صاحبؒ لکھتے ہیں یہ خطاب عاقل بالغ لوگوں کو ہے گنہگار ہوں یا نیک۔ مگر نبی اس میں داخل نہیں اور چھوٹے بچے بھی شامل نہیں۔ ان کے واسطے اور کچھ ہوگا۔ اور سختی دنیا کو بھی آگئی۔ اور قبر کی اور آخرت کی۔"

بے ادب انسان

"کبھی تو اعمال صالحہ کی برکت سے اُسے آرام ملتا ہے۔ اور کبھی بداعمالی کی شامت کے باعث تنگی پہنچتی ہے۔ لیکن انسان بجائے اپنے اعمال کے خدا تعالےٰ کو ملزم قرار دیتا ہے"

(حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہٗ)

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ رَبُّهٗ فَاَكْرَمَهٗ وَنَعَّمَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَكْرَمَنِ ۞ وَاَمَّآ اِذَا مَا ابْتَلٰىهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهٗ ۙ فَيَقُوْلُ رَبِّيْٓ اَهَانَنِ ۞

(الفجر ایت ۱۵-۱۶)

ترجمہ۔ لیکن انسان تو ایسا ہے کہ جب اسے رب آزماتا ہے پھر اسے عزت اور نعمت دیتا ہے تو کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے عزت بخشی ہے۔ لیکن جب اسے آزماتا ہے۔ پھر اس پر اس کی روزی تنگ کرتا ہے۔ تو کہتا ہے کہ میرے رب نے مجھے ذلیل کر دیا۔

صفحہ ۸ سے آگے

اس کی پوری حفاظت کرو۔ اور ان کے لئے بیت المال سے ایک معتدبہ مقدار میں وظیفہ معین کردو اور جو لاوارث مرجاتے ہیں۔ ان کے مال سے بھی ان کا حصہ انہیں دیا کرو ان کے الگ ایک مجلس مقرر کرو۔

اس میں ایسے لوگوں کے داخلہ کے لئے ہر قسم کی پابندی اٹھا دو تا کہ وہ کھل کر تم سے بات چیت کر سکیں۔

میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ کوئی امت اس وقت تک مقدس نہیں شمار کی جا سکتی۔ جب تک اس کے ضعیف اور کمزور لوگ طاقتوروں سے اپنا حق بآسانی وصول نہ کر سکیں پھر تم ان سے ہر قسم کی تنگی کو دور کرنے کی حتی الامکان کوشش کرو۔ اس کے بدلہ اللہ تعالےٰ تمہیں اپنی رحمت سے سرفراز فرمائے گا۔

آج کا کام کل پر نہ چھوڑو۔ ورنہ کل کے کام میں تنگی پیدا ہو جائے گی۔

جب تم نماز پڑھاؤ تو نہ دیر لگاؤ اور نہ جلدی کرو۔ کیونکہ جماعت میں بیمار اور حاجتمند ہر قسم کے لوگ ہوتے ہیں۔

جب مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یمن کا گورنر بنا کر بھیجنے کا ارادہ کیا۔ تو میں نے استفسار کیا۔ کہ یا رسول میں کیسے ان کو نماز پڑھاؤں گا۔ آپ نے فرمایا۔ جماعت میں سب سے زیادہ ضعیف آدمی کی طرح نماز پڑھاؤ اور مسلمانوں کے لئے رحمت کا باعث بنو!

مصائب کیوں آتی ہیں؟

یہ اس لئے آتی ہیں ۔ کہ ہم اپنی سیاہ کاریوں سے باز آئیں ۔ اور متنبہ ہو کر اپنی زندگی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق بسر کریں ۔ تعلق باللہ جو ہم بگاڑ چکے ہیں وہ ٹھیک کرلیں ۔ غلط روش چھوڑ کر صراط مستقیم پر گامزن ہو جائیں ۔

۱۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا فِیْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّبِيٍّ اِلَّآ اَخَذْنَآ اَهْلَهَا بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُوْنَ ۝

(الاعراف ایت ۹۴)

ترجمہ ۔ اور کسی بستی میں کوئی پیغمبر نہیں بھیجا مگر وہاں کے لوگوں کو سختی اور تکلیف میں پکڑا تاکہ وہ عاجزی کریں

یعنی مصائب اور تکالیف میں مبتلا کرنے کا مقصد یہ تھا ۔ کہ رجوع الی اللہ کریں ۔ اس کے حضور میں جھک جائیں

۲۔ وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ (الانعام آیت ۴۲)

ترجمہ ۔ اور ہم نے تجھ سے پہلے بہت سی امتوں کے ہاں رسول بھیجے تھے ۔ پھر ہم نے انہیں سختی اور تکلیف میں پکڑا تاکہ وہ عاجزی کریں

۳۔ وَلَقَدْ اَخَذْنٰهُمْ بِالْعَذَابِ فَمَا اسْتَكَانُوْا لِرَبِّهِمْ وَمَا يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ (المؤمنون ایت ۷۶)

ترجمہ ۔ اور البتہ ہم نے انہیں عذاب میں مبتلا بھی کیا پھر بھی اپنے رب کے سامنے عاجزی کی اور نہ گڑگڑائے

"مثلاً قحط وغیرہ آفات مسلط ہوئیں تب بھی عاجزی کرکے خدا کی بات نہ مانی" (حضرت مولانا عثمانی رح)

سخت دلی اور شیطان کا بہکاوہ

جو بد نصیب ان حالات میں بھی خواب غفلت سے بیدار نہ ہو ۔ تو وہ سخت دل ہے ۔ اور شیطان کے چنگل میں پھنسا ہوا ہے ۔

(فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ

(الانعام ایت ۴۳)

ترجمہ ۔ پھر کیوں نہ ہوا کہ جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو عاجزی کرتے ۔ لیکن ان کے دل سخت ہو گئے اور شیطان نے انہیں وہ کام آراستہ کر دکھائے جو وہ کرتے تھے ۔

ان کی بھول

کیا وہ اس حقیقت کو بھول گئے کہ ہر مصیبت اللہ تعالٰے کی طرف سے آتی ہے اور اللہ تعالٰے کے سوا اور کوئی نہیں جو اس سے نجات دے ۔

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ (الانعام آیت ۱۷)

ترجمہ ۔ اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اور کوئی دور کرنے والا نہیں ۔

مصائب کے ایام میں کیا کرنا چاہئے؟

۱۔ بندے کو چاہئے کہ اللہ تعالٰے کے ذکر وفکر میں لگ جائے ۔ اور زخمی دل کو ذکر الٰہی اور اس کی عبادت سے تسکین دے ۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۝

(الرعد آیت ۲۸)

ترجمہ ۔ خبردار اللہ ہی کی یاد سے دل تسکین پاتے ہیں ۔

حضرت سیدنا امام ربانی قدس سرہ کا فرمان

"دنیاوی سختیاں اور تکلیفیں جو درپیش آتی ہیں وہ گناہوں کا کفارہ ہیں ۔ مصیبت کے ایام میں ، اللہ تعالٰے سے زاری و تضرع التجا اور انکساری کے ساتھ گناہوں کی معافی اور عافیت طلب کرنی چاہئے ۔

(مکتوب ۲۹ ۔ دفتر دوم)

حضرت ذوالنون مصری رح فرماتے ہیں ۔

" زندگی کا لطف انہیں باہمت لوگوں کے ساتھ ہے ۔ جن کے دل تقویٰ اور پرہیزگاری پر مائل ہیں ۔ اور جن کو ذکر مولیٰ سے نشاط انبساط حاصل ہوتا ہے"

۲۔ مصائب کے وقت اپنے آپ کو حتی الوسع گھبراہٹ اور پریشانی سے دور رکھنا چاہئے ۔ اور اللہ تعالٰے کی رحمت کی امید رکھنی چاہئے

حضرت یعقوب علیہ السلام کا واقعہ

حضرات انبیاء علیہم السلام اللہ تعالٰے کے مقبول بندے ہیں ۔ اور معصوم ہیں مگر اللہ تعالٰے نے اپنی حکمت کاملہ سے ان حضرات کو بھی دنیاوی مصائب میں مبتلا کرکے آزمایا ہے ۔ اور ہمارے لئے ان حضرات کے اسوۂ حسنہ کی راہیں کشادہ فرمائی ہیں ۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے واقعہ پر غور کیجئے ۔ شام کو روتے ہوئے بیٹوں نے آکر یہ خبر دی کہ فَاَكَلَهُ الذِّئْبُ ، حضرت یوسف علیہ السلام کو بھیڑیا کھا گیا ہے ۔ اور ثبوت میں وہ قمیض بھی یوسف علیہ السلام کی پیش کی جو انہوں نے پہن رکھی تھی ۔ اور جس پر جھوٹ موٹ کے خون کے نشان بھی لگا لائے تھے ۔ یہ سب کچھ دیکھ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا ۔ (فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ) اب صبر ہی بہتر ہے ۔ بقول حضرت مولانا عثمانی رح

"ہر حال میں صبر جمیل اختیار کرتا ہوں جس میں نہ کسی غیر کے سامنے شکوہ ہوگا ۔ نہ تم سے انتقام کی کوشش ۔ صرف اپنے خدا سے دعا کرتا ہوں ۔ کہ اس صبر میں میری مدد فرمائے"

مصائب میں انسان اگر بے صبر بن جائے تو سارا وقت مصائب کا رونا روتا رہے گا ۔ اور زندگی کا مقصد یعنی اللہ تعالٰی کی عبادت دل جمعی کے ساتھ نہ کر سکے گا اس لئے بہترین لائحہ عمل مصائب کے ایام میں یہی ہے ۔ کہ صبر کیا جائے اور بندہ عبادت اور روزمرہ کے معمولات میں لگا رہے ۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ

(البقرۃ ایت ۱۵۳)

ترجمہ ۔ اے ایمان والو ! صبر اور نماز سے مدد لیا کرو ۔ بے شک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے ۔

یعنی دو باتوں کو اپنا دستور العمل بنا لو ۔

(۱) صبر اور (۲) نماز

ان دونوں کا دامن کبھی نہ چھوڑو تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تمہارے شامل حال رہے۔ جس نے اپنے مولیٰ کو اپنا بنا لیا اس نے سب کچھ پالیا۔ مولانا رومؒ نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

گر ہزاراں دام باشد ہر قدم
چوں تو با مائی نباشد ہیچ غم

جس کے ساتھ اللہ ہو اسے کسی قسم کے فکر و تشویش میں پڑ کر مایوس ہونے کی ضرورت نہیں کیونکہ اس کے کانوں میں ہر وقت یہ آواز گونجتی رہے گی۔ اور قلب حزین کو ڈھارس بندھاتی رہے گی۔

لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

ترجمہ۔ تو غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔

یہ الفاظ غار ثور میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو فرمائے تھے۔ جب کفار کی ایک جماعت آپؐ کی تلاش میں غار ثور تک قدم مبارک کی شناخت کرتی ہوئی پہنچ گئی تھی۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اس وقت خیال آیا کہ کہیں کفار سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ کو دیکھ نہ پائیں۔ تو آپؐ نے یہ فرما کر کہ تو غم نہ کھا بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ حضرت ابوبکرؓ کی تسلی فرما دی۔ اور اللہ کی معیت کا کرشمہ بھی دیکھئے کہ غار کے منہ پر مکڑی نے جالا تن لیا۔ اور کبوتر نے انڈے دے دیئے کفار نے یہ خیال کیا۔ اگر آپؐ غار کے اندر تشریف لے جاتے۔ تو جالا اور انڈے کیسے سلامت رہ سکتے تھے لہذا وہ لوٹ گئے۔ اور آپ بسلامت مدینہ منورہ میں ہجرت کرکے پہنچ گئے

جنہیں اللہ تعالیٰ کی اعانت ملتی ہے

ان کے اوصاف

۱۔ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ۝

(النحل ایت ۱۲۸)

ترجمہ۔ بے شک اللہ ان کے ساتھ ہے۔ جو پرہیزگار ہیں اور جو نیکی کرتے ہیں۔

۲۔ وَاعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ مَعَ الْمُتَّقِيْنَ

(التوبہ آیت ۳۶)

ترجمہ۔ اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے

۳۔ تِلْكَ اٰيٰتُ الْكِتٰبِ الْحَكِيْمِ ۝ هُدًى وَّ رَحْمَةً لِّلْمُحْسِنِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَيُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَهُمْ بِالْاٰخِرَةِ هُمْ يُوْقِنُوْنَ ۝

(لقمن ایت ۲-۵)

ترجمہ۔ یہ آیتیں حکمت والی کتاب کی ہیں۔ جو نیک بختوں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے وہ جو نماز ادا کرتے ہیں۔ اور زکوٰۃ دیتے ہیں اور آخرت پر بھی یقین رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کی ہدایت پر ہیں۔ اور یہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔

۴۔ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

(العنکبوت آیت ۶۹)

ترجمہ۔ اور جنہوں نے ہمارے لئے کوشش کی ہم انہیں ضرور اپنی راہیں سجھا دیں گے اور بے شک اللہ نیکوکاروں کے ساتھ ہے۔

۵۔ بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗۤ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ

(البقرہ آیت ۱۱۲)

ترجمہ۔ ہاں جس نے اپنا منہ اللہ کے سامنے جھکا دیا۔ اور وہ نیکوکار بھی ہوا تو اس کے لئے اس کا بدلہ اس کے رب کے ہاں ہے۔ اور ان پر نہ کوئی خوف ہوگا۔ اور نہ وہ غمگین ہوں گے

خلاصہ مذکورہ بالا آیات

جنہیں اللہ تعالیٰ کی اعانت نصیب ہوتی ہے وہ

۱۔ متقی اور پرہیزگار ہیں۔
۲۔ نیکی کرنے والے ہیں
۳۔ قرآن کریم کی ہدایت پر چل کر اللہ (تعالیٰ) کی رحمت کے مستحق بنتے ہیں۔
۴۔ نماز کی پابندی کرتے ہیں۔ بلا ناغہ مقررہ وقت پر سب ارکان بجا لاکر ادا کرتے ہیں۔
۵۔ فریضہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں۔
۶۔ آخرت پر پورا یقین رکھتے ہیں جانتے ہیں۔ ہر نیکی بدی جو کی ہوگی۔ اس کا حساب دینا ہوگا۔ اس ڈر سے نیکیوں میں لگے رہتے ہیں۔ اور گناہوں سے دور رہتے ہیں۔
۷۔ اپنے رب کے سیدھے راستہ پر ہیں انہوں نے اپنے رب کی رضا کا راستہ پالیا ہے جو تمسک بالقرآن ہے۔
۸۔ فلاح پانے والے اور کامیاب ہیں
۹۔ اللہ کی راہ میں جدو جہد اور کوشش کرتے ہیں۔ تکلیفیں اور مشقتیں اٹھاتے ہیں۔ انہیں اللہ اپنے قرب، ثواب اپنی رضا اور جنت کا راستہ سجھا دیتا ہے۔ مجاہدے ان کے لئے سہل ہو جاتے ہیں۔
۱۰۔ اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے احکام کے تابع کر دیتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنَا مِنْهُمْ۔ امین یا الہ العالمین۔

ریحان سارنگپوری

ایمان کی دولت

توحید کی دنیا میں ہم کو کونین کی عزت ملتی ہے
اسلام کے دامن میں اے دل ایمان کی دولت ملتی ہے
پیغمبر اعظم کے پیرو مذہب کی مقدس منزل میں
اخلاق کا جوہر ملتا ہے انصاف کی دولت ملتی ہے
بازار شریعت کا ہم نے دستور یہ دیکھا ہے ریحاں
انسان کی کوئی قیمت ہی نہیں اعمال کی قیمت ملتی ہے
ہو فکر اطاعت ہر لحہ ہر وقت عبادت کی دھن ہو
یہ نعمت عظمیٰ انسان کو ایماں کی بدولت ملتی ہے
خاصان خدا ہر منزل میں ہیں صبر و رضا کی بالیں پر
یہ وہ ہیں کہ جن سے خوش ہوکر اللہ کی رحمت ملتی ہے
محروم عمل بیگانۂ دیں ناواقف راز ایمان "سن"
ایمان کی طلب ہو جس دل میں اس دل کو ہدایت ملتی ہے
اسلام پہ زندہ رہنا ہے ایمان پہ مرنا ہے ہم کو
یہ راہ وہی ہے اے ریحاں جس راہ میں جنت ملتی ہے

از حضرت مولانا سید اصغر حسین صاحب
محدث دارالعلوم دیوبند۔

گلزار سنت

صبح جاگنے اور کام میں لگنے کا سنت طریقہ

۱۔ جب صبح کو جاگو تو تین دفعہ الحمدللہ الحمدللہ الحمدللہ کہو اور کلمہ شریف پڑھو اور یہ دعا پڑھو۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ رَدَّ عَلَیَّ رُوْحِیْ وَلَمْ یُمِتْہَا فِیْ مَنَامِیْ۔

۲۔ برتن میں ہاتھ ڈالنے سے پہلے ہاتھوں کو تین دفعہ خوب دھو لو۔

۳۔ اگر فرصت ہو تو صبح کی نماز کے بعد سورج ایک بانس بلند ہونے تک بیٹھا رہے۔ جس جگہ کہ نماز صبح کی ادا کی تھی۔ اور ذکر کرتا رہے خدا تعالےٰ کا پھر دو رکعت نفل یا چار رکعت پڑھ کر اُٹھے پاوے گا۔ ثواب ایک حج اور ایک عمرہ کا انشاء اللہ تعالےٰ

۴۔ اور پھر کسی حلال روزی کے شغل میں لگ جائے اور تمام دن نمازیں وقت پر پڑھتا رہے۔ تو لکھا جاویگا یہ تمام دن عبادت میں۔

۵۔ جس آدمی کو فرصت دے خدا تعالےٰ اس کو چاہئے کہ دوپہر کو لیٹ جاوے تھوڑی دیر کے لئے یہ ضرور نہیں کہ سووے بلکہ لیٹ جانا کافی ہے۔ اگرچہ نہ آوے نیند اُس کو

رات کو سونے کا سنت طریقہ

جب شام ہو جاوے اس وقت سے روک لو اطفال کو یعنی بچوں کو باہر نہ نکلنے دو اس واسطے وارد ہوا ہے حدیث میں کہ اس وقت پھیلتا ہے لشکر شیطان کا۔

مکان جب رات کو عشا کی نماز کے بعد گھر میں آؤ تو دروازہ گھر کا بند کر لو زنجیر کواڑ یا ٹٹی سے۔

گفتگو عشاء کے بعد طرح طرح کے قصے کہانی مت کہو کہ ایسا نہ ہو۔ کہ صبح کی نماز ہو جاوے قضا بلکہ سو جانا چاہئے۔ مگر پختہ مضائقہ نہیں اگر سناوے نصیحت کی باتیں یا ذکر نیک بندوں انبیاء اولیاء کا اسی طرح کوئی پیشہ والا کرے کام اپنا بعد عشاء کی نماز کے تو کچھ مضائقہ نہیں۔

چراغ جب رات کو سونے لگو تب چراغ گل کر دو۔ جلتا نہ رہنے دو کہ اس میں بڑا اندیشہ ہے۔ دیکھو ثواب سنت کا بھی ہوگا اور حفاظت رہیگی اسی طرح آگ جو چولھے میں ہو دبا دو مٹی سے اور راکھ سے اور کھلی نہ چھوڑو

ف:۔ مکروہ ہے حقہ نزدیک تمام علماء کے کیونکہ بدبو پیدا کرتا ہے۔ منہ میں پس بہتر ہے۔ کہ چھوڑ دو پینا اس کا اور لاچار ہو تم کہ چھوڑ نہیں سکتے تو چاہئے کہ تازہ کرو اور دھوتے رہو۔ دن میں کئی بار تاکہ نہ نجس ہو جاوے پانی اس کا اور نہ سڑ جاوے پانی۔ پس حرام ہے۔ پینا ایسے حقہ کا پھر چاہئے حقہ والوں کو کہ وقت سونے کے دور کریں۔ اپنے سے حقہ کو مسواک کریں۔ اور منہ کو دھو کر سوویں کہ نقصان ہے اس میں بہت جان کا بھی اور دین کا بھی کیا تم نے نہیں سنا حال ان لوگوں کا جو جل گئے اسی حقہ کے شوق میں اور یاد رکھو یہ بات کہ بہت کام کی ہے۔ یہ اور غفلت کو چھوڑ دو۔

برتن اور سونے سے پہلے تمام برتنوں کو ڈھانپ دو اور کھلا نہ رہنے دو کوئی برتن اثر ہوتا ہے اس سے وبا کا اور راہ پاتا ہے شیطان اور یاد رکھو اگر برتن کے چھپانے اور ڈھانپنے کے لئے کچھ بھی نہ ملے تو لو ایک لکڑی اور بسم اللہ کہکر رکھ دو۔ برتن پر کافی ہے یہی ساتھ فرمان واجب الاطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے۔

بستر سونے سے پہلے جھاڑو بستر کو کپڑے سے اور جھاڑو ساتھ کنارہ تہبند کے تو بہت ہی ثواب پاؤ۔ کہ یہ مضمون ہے۔ حدیث کا اور طریقہ ہے سنت کا فدا ہو جان اور مال ہمارا اوپر طریقہ سنت کے۔ اے اللہ زندہ رکھ ہم کو اوپر طریقہ سنت کے اور مار اوپر طریقہ سنت کے اور ملا تو ہم کو ساتھ نیکو کاروں کے۔

خواب اور جب ارادہ کرو تم خواب یعنی سونے کا تو پڑھو کسی قدر سورتیں قرآن شریف کی پڑھو۔ آیۃ الکرسی اور چاروں قل اور الحمدللہ شریف اور درود شریف اور اگر زیادہ نہ ہو تم سے تو ایک دو سورت ضرور پڑھو کہ سبب ہے۔ یہ نیک بختی دنیا اور آخرت کا اور اگر خواب میں کوئی بات نظر آوے۔ تو پڑھو اعوذ باللہ اور بدل دو کروٹ اور جس کو مفصل حال دیکھنا ہو۔ خواب کا نیند میں ڈر جانے کا تو وہ ہمارا رسالہ تعبیر صادق یعنی خواب نامہ حدیث شریف ملاحظہ کرے کہ پاوے گا اس میں فائدہ بہت اور بہتر ہے۔ کہ پڑھے پہلے اٰمَنْتُ بِاللّٰہِ اور کلمہ شریف اور سووے باوضو ہو کر اور باقی بیان صبح کو جاگنے اور کام میں لگنے کا گذرا ہے قریب۔

کھانے اور پینے کا سنت طریقہ

ہاتھ یعنی ہاتھ دھونے کی سنت بہت باعث ثواب کی ہے۔ کھانے سے پہلے اور کھانے کے مستحب اور مسنون ہے دھونا ہاتھ کا۔

دسترخوان سنت ہے کہ کوئی دسترخوان کپڑے کا یا کوئی کپڑا رومال بچھا کر کھائے۔ اور اگر دسترخوان چمڑے کا تو بہت ہی عمدہ اور مسنون ہے۔

بسم اللہ کی بڑی ضروری سنت ہے اگر بسم اللہ کر کے نہیں کھایا تو شریک ہو جاتا ہے شیطان اور بے برکت ہو جاتا ہے کھانا پس اگر نہ یاد رہا شروع میں تو کہے بسم اللہ جس وقت کہ یاد آوے کہ اس سے پھر آتی ہے برکت کھانے میں۔

شریک اگر کئی آدمی ساتھ کھانے والے ہوں تو لازم ہے ہر ایک کو کہ اپنے آگے سے کھاوے اور اگر ہیں کئی قسم کی چیزیں ملی ہوئی تو جائز ہے ہر ایک کو کہ جس طرف سے کھاوے۔ اور جو شخص تنہا کھاتا ہے۔ سنت ہے اس کے واسطے بھی یہی کہ بیچ میں سے نہ کھاوے بلکہ کنارہ پر سے کھاوے اس لئے کہ نازل ہوتی ہے۔ برکت بیچ میں

جلوس یعنے بیٹھنے کی سنت یہ ہے۔ کہ دونوں گھٹنے کھڑے کرکے بیٹھے۔ یعنی اوکڑو بیٹھ کر کھانا کھاوے۔ یا ایک پاؤں بچھائے رکھے اور ایک کو کھڑا رکھے اور کھانے کے واسطے مربع بیٹھنا یعنی چوکڑا مار کر کھانا بھی نہیں چاہیے بلا ضرورت کے کذا فی الاربعین

ہاتھ واہنا ہاتھ لگانا چاہیے واسطے کھانے اور پینے کے اور اگر عادت پڑگئی ہو۔ دوسرے ہاتھ سے کھانے کی تو چھوڑ دے۔ اس کو اور شروع کردے کھانا ساتھ واہنے ہاتھ کے اور چاہیے کہ بعد کھانا کھانے کے جو دانہ گرا ہو اس کو اٹھا کر کھالے اور انگشت یعنی انگلیاں اپنی چاٹ لے کہ بہت بڑا ثواب ہے اس میں۔

لقمہ اگر کسی کے پاس سے لقمہ اس کا گرگیا تو چاہیے کہ صاف کرکے اس کو کھالیوے اور نہ چھوڑے اس کو واسطے شیطان کے۔

سرکہ جس گھر میں سرکہ ہو وہ نہیں محتاج سالن کا سنت ہے۔ کھانا سرکہ کا۔

غلہ سنت ہے کہ گندم میں ملاوے۔ کسی قدر جو مثلاً کھاتا ہے خالص گندم تو چاہیے کہ ملاوے۔ پانچ سیر میں آدھ سیر پاؤ سیر جو تاکہ حاصل ہو ثواب سنت کا۔

گوشت سنت ہے گوشت کا کھانا فرمایا حضرت نبی جی صاحب نے کہ سردار کھانوں کا دنیا اور آخرت میں گوشت ہے۔

برتن چاہیے کہ صاف کرلے برتن کو اور چاٹ لے اگر ادا کرے گا۔ اس سنت کو تو پاوے گا ثواب بعد اور مغفرت کی دعا کرے گا۔ واسطے اس کے پیالہ اور برتن۔

شکر اور چاہیے کہ بعد کھانے کے اول کرے شکر مولا اپنے کا اور کہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا۔

شربت یعنی پینے کی سنت یہ ہے کہ کہ داہنے ہاتھ میں لے کر پیوے اور ایک سانس سے پیتا ہوا نہ چلا جاوے بلکہ چاہیے کہ دم لے کر تین سانس میں پیوے اور شکر بجالاوے۔

طریقہ۔ اور چاہیے کہ کھانے میں عیب نہ نکالے اور برا نہ کہے اور اگر نہ خوش آوے اس کو تو چھوڑ دے کہ یہی عادت تھی۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وصحابہ وسلم کی کسی چیز کو پینے کی یہ ہے۔ کہ بیٹھ کر پیوے کہ مکروہ ہے کھڑے ہوکر پینا مگر پانی زمزم کا اور بچا ہوا وضو کا ان کو کھڑے ہوکر پینا مسنون ہے

لباس اور کپڑے

رنگ محبوب تھا حضرت کو ہمارے سپید رنگ کا کپڑا اور ثابت ہوا ہے۔ آپ سے پہننا سیاہ رنگ کا بھی

عمامہ مستحب ہے سیاہ عمامہ یعنی صافہ باندھنا اور شملہ اس کا مسنون ہے۔ ایک ہاتھ کی مقدار اور زیادہ اس سے۔

پہننے کی مسنون ہے کہ دائیں طرف سے پہننے کپڑے کو اور دائیں پاؤں میں پہننے جوتہ پہلے۔

جدید یعنی نئے کپڑے کی سنت یہ ہے کہ اس کو پہن کر یہ دعا پڑھے اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانَا ھٰذَا

تہبند کی یہ ہے کہ لنگی اور تہبند اور پائجامہ ٹخنہ سے اوپر رہے نیچے ہرگز نہ لٹکاوے نہایت سخت غصہ ہوتا ہے۔ اس فعل سے اللہ جل جلالہٗ اور فرمایا حضرت نے لٹکانے والے کے واسطے کہ جو تہبند ٹخنے سے نیچے لٹکاوے نہیں نظر کرے گا اللہ تعالے رحمت کی اس شخص پر۔

ٹوپی سنت ہے کہ رکھے نیچے عمامہ اور صافہ کے ٹوپی پس جس نے باندھا صافہ بغیر ٹوپی کے اور کھلا رہا سر اس کا تو مکروہ ہوگئی۔ اس کی نماز یاد رکھو ان معتبر مسائل کو کہ نفع دیں گے دنیا اور آخرت میں۔

لنگی سنت یہ ہے۔ کہ لنگی کو اوپر طریقہ تہبند کے باندھو تاکہ ادا ہو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اور حاصل ہو ثواب بے حد تم کو اور فرق رہے تمہارے لباس اور کافروں کی لباس میں

تکیہ مسنون ہے وہ تکیہ کہ بھری ہو۔ اس کے اندر چھال کسی درخت کی اور اگر بھرے چھال کھجور کے درخت کی تو بہت زیادہ بہتر ہے۔

ضروری۔ واسطے عورتوں کے یہ ہے کہ پہنیں ایسا کپڑا کہ جس کی آستین ہاتھ تک آجائے۔ اور جو عورتیں پہنتی ہیں۔ کرتہ ایسا کہ آستین اس کی آدھے ہاتھ یعنی کہنی تک ہوتی ہے تو وہ گنہگار ہوتی ہے۔ سخت اور ضرور ہے کہ نہ پہنیں ایسا کپڑا کہ جس میں بدن نظر آوے۔ اور نہ ایسا باریک کپڑا کہ بدن اس میں سے نظر آوے۔ کیونکہ ایسی عورتیں اٹھائی جاویں گی۔ قیامت میں اور نہ ہوگا واسطے ان کے لباس یہی مضمون فرمایا ہے حدیث میں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اے مسلمانوں سنا دو یہ ضروری مسئلے اپنے گھر کی عورتوں کو

انگشتری انگوٹھی کی سنت یہ ہے۔ مرد کے واسطے کہ ساڑھے چار ماشہ سے زیادہ چاندی کی انگوٹھی نہ پہنے اور سونے کی انگوٹھی بالکل حرام ہے مردوں کے واسطے ہرگز ہرگز نہ پہنے بہت لوگوں کو دیکھا ہم نے کہ پہنتے ہیں انگوٹھیاں بہت زیادہ وزن دار بلکہ دو دو اور چار چار ان کو چھوڑنا چاہیے۔ یہ شعار کہ اصل زیور زینت ہے واسطے عورتوں کے اور نہیں جائز ہے۔ مرد کو انگوٹھی جو زیادہ ہو ساڑھے چار ماشے سے۔

بال جس شخص کے سر پر بال ہوں اس کو چاہیے کہ کبھی کبھی ان کو دھویا کرے اور کنگھا کرتا رہے مگر بہتر یہ ہے کہ ہر روز نہ کرے کنگھا سر میں اور داڑھی میں بلکہ کرے تیسرے روز یعنی چھوڑ دیا کرے کبھی کبھی کوئی دن خالی۔

خضاب اور چاہیے کہ جس کے بال سپید ہوں ڈاڑھی کے وہ کرے خضاب ساتھ مہندی اور تیل کے نہ کرے بالکل سیاہ خضاب کہ یہ مکروہ ہے۔

موچھ و داڑھی مسنون ہے کہ نہ بڑھاوے موچھ اور مسنون ہے کہ بڑھاوے داڑھی اور ہرگز کم نہ کرے ایک قبضہ یعنی ایک مٹھی سے اور سخت حرام ہے۔ کٹوانا اور منڈوانا داڑھی کا بچاوے اس سے اللہ ہر مسلمان کو۔

مہندی سنت ہے عورتوں کو لگانا مہندی کا یہ مضمون ہے۔ بڑی پختہ حدیث کا جو ہے مذکور ابوداؤد شریف میں۔ (باقی صفحہ ۱۰ پر)

از حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اسلام ایک آسان اور سہل شریعت لے کر آیا ہے۔ اس میں محنت کم اور مزدوری زیادہ، عمل مختصر اور ثواب عظیم کے عجیب و غریب پہلو ہیں۔ ان میں سے ایک یہ بھی ہے۔ کہ اپنے ہر کام اور ہر نقل و حرکت کو بِسۡمِ اللّٰہِ سے شروع کرو۔ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ایک ایسا مختصر جملہ ہے جس کے پڑھنے میں نہ کوئی محنت و مشقت ہے۔ نہ کوئی وقت خرچ ہوتا ہے۔ مگر اس کے آثار و برکات نہایت دور رس اور عظیم الشان دینی اور دنیوی فوائد پر مشتمل ہیں۔ مومن جب کھانے سے پہلے بِسۡمِ اللّٰہِ کہتا ہے۔ تو اس کے یہ معنی ہیں۔ کہ یہ حقیقت اس کے سامنے مستحضر ہے کہ یہ کھانے کا لقمہ جو اس نے اٹھایا ہے۔ اس کی تخلیق میں اس کا بہت دخل ہے۔ پورے آسمان و زمین اور اس کے سیاروں اور فضائی قوتوں نے مہینوں اس میں کام کیا ہے۔ جب ایک دانہ زمین کے اندر سے پودے اور درخت کے روپ میں نکلا ہے۔ پھر لاکھوں جانوروں اور انسانوں نے اس کی حفاظت و تربیت کی خدمت انجام دی، یہاں تک کہ وہ کھانے کے قابل لقمہ بنا ہے۔ یہ سب کچھ کسی مخفی قدرت کے کارنامے ہیں۔ انسان کی مجال نہیں۔ کہ ان سب قوتوں سے کام لے سکے۔

اسی طرح جب انسان پانی پینے سے پہلے بِسۡمِ اللّٰہِ کہتا ہے۔ تو اس کا یہ مطلب ہے کہ پانی کی حقیقت اس کے سامنے ہے۔ کہ کس طرح قادرِ مطلق نے اس کو سمندر سے بخار بنا کر اُڑایا۔ پھر بادل بنا کر جمایا اور پھر کس طرح اس فضائی مشین نے اس پانی کو میٹھے پانی میں تبدیل کیا۔ اور پھر بقدر ضرورت پانی برسا کر کھیتوں، درختوں کو سیراب کیا۔ تالابوں، پانی کے حوضوں کو وقتی طور پر استعمال کرنے کے لئے بھر دیا۔ اور اس کے بہت بڑے ذخیرہ کو پہاڑوں کی چوٹیوں پر ایک عجیب قسم کے واٹر ورکس بنا کر رکھ دیا۔ جس میں نہ ٹنکی بنانے کی ضرورت ہے۔ نہ اس ٹنکی میں پانی کے سڑنے اور خراب ہونے کا کوئی اندیشہ ہے۔ نہ اس میں دوائیں ڈالنے کی ضرورت ہے۔ بلکہ برف کی شکل میں ایک بحرِ منجمد پہاڑوں کے اوپر لاد دیا جس میں سے رس رس کر تھوڑا پانی پہاڑوں کی رگوں میں جاتا اور وہاں سے زمین کے نیچے نیچے پوری دنیا کے ہر خطے میں ایک عجیب قسم کی پائپ لائن کے ذریعے سے پہنچتا ہے جس میں لوہے کے خراب اثرات شامل ہونے کے بجائے زمین کے وہ جواہرات، گندھک وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ جو پانی کی خرابیوں کو دور کر کے نہایت صاف ستھرا اور بے ضرر بنا دیتے ہیں۔ اور اسے ہر جگہ سے گڑھا کھود کر نکالا جا سکتا ہے۔

آج کا مہذب انسان بلوری گلاس میں پانی ہاتھ میں لے کر حلق میں انڈیلنے سے پہلے ذرا اس پر غور کرے تو بے ساختہ تَبَارَكَ اللّٰهُ اَحۡسَنُ الۡخَالِقِیۡنَ پکار اُٹھے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی حقائق کو مستحضر کرنے کے لیے قولاً اور عملاً اس کی تعلیم دی کہ کھانے اور پینے سے پہلے بِسۡمِ اللّٰہِ کہو اور فارغ ہو کر اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ کہو یعنی جس قدرت نے جس کھانے اور مشروب کو حیرت حیرت انگیز کارنامے کے ساتھ تم تک پہنچایا ہے۔ اس کا شکر ادا کرو۔

اسی طرح سواری پر سوار ہونے کے وقت جب مومن بِسۡمِ اللّٰہِ کہتا ہے۔ تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ اس حقیقت کا اعتراف کر رہا ہے کہ نہ سواری اس کی تخلیق کا نتیجہ ہے۔ نہ اس پر قابو پانا اور کاموں کے لیے دھوپ چھاؤں، تر و خشک زمین پر اس کو دوڑانا اس کے بس کی بات ہے۔ یہ سب کچھ قدرت کاملہ کے کارنامے ہیں۔ جس نے اپنی پیدا کی ہوئی ان چیزوں کو اس لیے مسخر کر دیا ہے۔ ذرا غور تو کرو کہ گھوڑا جس کے منہ میں لگام ڈال کر آپ اس کی پیٹھ پر سوار ہونا چاہتے۔ کیا آپ کی طاقت اس کی طاقت سے کچھ زائد ہے کہ آپ اس پر سواری گانٹھ لیں۔ اور وہ آپ کو ڈھا کر آپ پر سوار نہ ہو سکے۔ آپ لگام اس کے منہ کے سامنے کریں۔ وہ منہ کھول دے لگام لگا کر آپ اس کو جہاں تہاں دوڑاتے پھریں۔ ذرا عقل و ہوش سے کام لو تو حقیقت کھل جائے کہ یہ سب مالک و خالق کو تسخیر ہے۔ جس نے اس کو اپنے سامنے ایک فرمانبردار نوکر بنا کر کھڑا کر دیا ہے۔ قرآن کریم کے ارشاد وَذَلَّلۡنٰهَا لَهُمۡ فَمِنۡهَا رَكُوۡبُهُمۡ وَمِنۡهَا يَاۡكُلُوۡنَ کا یہی مطلب ہے۔

آج نئی دنیا کی نئی سواریوں میں سوار ہونے والے عقلا شاید یہ سمجھیں کہ یہ حیوانی سواریوں کے لئے احکام ہیں۔ موٹر، جہاز وغیرہ تو ہمارے ہاتھوں کے بنائے ہوئے ہیں، یہ تو ہماری ہی چیزیں ہیں۔ اس میں بِسۡمِ اللّٰہِ اور الحمد للہ کا کیا دخل ہے۔ لیکن کوئی ذرا بھی عقل سے کام لے تو اس سائنس زدہ مغرور انسان سے پوچھے کہ تیری سواریوں میں لگا ہوا لوہا، لکڑی، ایلومینیم یا دوسری دھاتیں جن سے ان کا ڈھانچہ تیار ہوا ہے ان میں سے کسی چیز کو تو نے تیار کیا ہے۔ یا تیرے بس میں ہے۔ کہ اس کو پیدا کر سکے؟ پھر ڈھانچے کو حرکت میں لانے والی الکٹرک یا اسٹیم جن چیزوں سے پیدا ہوئی کیا وہ چیزیں تیری بنائی ہوئی ہیں۔ یا ان کا بنانا تیرے بس میں ہے۔ تو آنکھ کھل جائے گی۔ معلوم ہوگا کہ اپنی قدرت و اختیار کے سارے دعوے خالص فریب ہی فریب تھا۔ ان سواریوں میں بھی جو چیزیں کام کر رہی ہیں۔ ان کی پیدا کرنے والی وہی ایک ذات حق قدرت ہے۔ اس لئے ان کا استعمال اسی کے نام سے شروع ہونا چاہیئے۔ اسی کے شکر پر ختم ہونا چاہیئے

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہی حقیقت کو سامنے لانے کے لئے تلقین فرمائی کہ سواری پر سوار ہوتے وقت پڑھو۔ بِسۡمِ اللّٰهِ مَجۡرٖىهَا وَمُرۡسٰىهَا۔

اسی طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم دی کہ جب سونے کے لئے بستر پر لیٹو۔ تو زبان سے کہو۔ بسم اللہ ربی وضعت جنبی یعنی میں اپنے پروردگار کے نام پر اپنا پہلو بستر پر رکھتا ہوں اس میں بھی یہی حکمت مستور ہے۔ کہ انسان کو یہ مستحضر ہو جائے۔ کہ اوّل تو یہ راحت کے سامان اور سارے فکروں سے فارغ ہو کر لیٹنا بھی اس کے بس کا نہیں۔ وہ بھی رب العالمین ہی کا ایک انعام ہے

مجلس ذکر منعقدہ جمعرات ۲۷ صفر المظفر ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۰ اگست ۱۹۶۱ء

آج ذکر کے بعد مخدومنا و مرشدنا حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ کے صاحبزادہ مولانا حافظ حمید اللہ صاحب نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی :-

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی
اَمَّا بَعۡدُ

حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا

وَ اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ وَاحۡذَرُوۡا ۚ فَاِنۡ تَوَلَّیۡتُمۡ فَاعۡلَمُوۡۤا اَنَّمَا عَلٰی رَسُوۡلِنَا الۡبَلٰغُ الۡمُبِیۡنُ ○

(پ ۷ - رکوع ۲)

ترجمہ :- اور حکم مانو اللہ کا اور حکم مانو رسول کا اور بچتے رہو - پھر اگر تم پھر جاؤ گے تو جان لو کہ ہمارے رسول کا ذمہ صرف پہنچا دینا ہے کھول کر

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت ہمارے ذمہ فرض ہے - انسان کے سامنے اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے کی راہ میں حجابات پیدا ہوتے رہتے ہیں - ہر جمعرات کو اس مجلس ذکر میں ان حجابات کو دور کرنے کا طریقہ سکھایا جاتا ہے اور بتایا جاتا ہے - کہ انسان اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے کیلئے کیسے کمربستہ ہو - مَنۡ یُّطِعِ الرَّسُوۡلَ فَقَدۡ اَطَاعَ اللّٰہَ -

اللہ تعالیٰ

ارشاد فرماتے ہیں کہ اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم - اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے - یعنی جس نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت و فرمانبرداری کی - اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی -

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی ارشاد فرماتے ہیں کہ انسان کو اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرنے میں تین قسم کے حجاب مانع آتے ہیں -

۱- حجاب طبع :- جو انسان کو اطاعت سے روکتا ہے - اس کا دل نہیں مانتا - اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تابعداری کرنے میں دل نہیں لگتا -

۲- حجاب رسم

۳- حجاب سوئے معرفت -

اللہ تعالیٰ کو بکثرت یاد کرنے سے حجاب طبع دور ہو جاتا ہے - جو ذکر الٰہی کرنے کے طریقے بزرگان دین نے اپنے متعلقین کو سکھلائے ہیں - ان طریقوں پر چل کر اللہ تعالیٰ کے ذکر کرنے سے انسان کے دل میں نرمی پیدا ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے کو دل چاہتا ہے - برعکس اس کے جو لوگ بزرگان دین سے وابستہ نہیں اور خصوصاً آج کل کے فاسد زمانہ میں ان کے دل میں نرمی پیدا نہیں ہوتی - اور خدا تعالیٰ اور اس کے پاک رسول کی اطاعت ان کو بار گراں معلوم ہوتی ہے - کَاَنَّمَا یَصَّعَّدُ فِی السَّمَآءِ (جیسے آسمان پر چڑھنا) آپ جانتے ہیں کہ عام حال یہ ہے - کہ بمشکل دو فیصدی نمازی ہونگے - ان میں بھی پکے اور پختہ نمازی وہ ہیں جو ذکر الٰہی کثرت سے کرتے ہیں اور کسی اللہ والے کے ساتھ وابستہ ہیں -

مشکوٰۃ شریف میں ایک حدیث آتی ہے جو کافی لمبی ہے - حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں حاضر ہو کر مسلمانوں کو تعلیم دینے کی غرض سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احسان کیا چیز ہے ؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ تو اللہ تعالیٰ کی عبادت اس طرح کرے کہ تو اُسے دیکھ رہا ہے - لیکن اگر تو اُسے نہ دیکھ سکے اور یہ تصور نہ ہو تو وہ تو یقیناً مجھے دیکھ رہے ہیں - اس خیال کو پختہ اور جمانے کی کوشش کرو - یہ احسان کا درجہ جبتک ذکر الٰہی کی کثرت بزرگان دین کے بتائے ہوئے طریقوں پر نہ کی جائے تو عموماً حاصل نہیں ہوتا -

جو لوگ ذکر الٰہی کی مجلس میں بیٹھ کر ذکر کرنے کو بدعت کہتے ہیں - وہ جاہل ہیں - اُنہیں علم ہی نہیں کہ اللہ تعالیٰ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کیسے

بقیہ صفحہ بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اس کے علاوہ نیند آجانا تو ظاہری اسباب کے اعتبار سے بالکل اس کے اختیار میں نہیں ، نہ اس کی کوئی تدبیر نیند کو بلا سکتی ہے - حق تعالیٰ کی حکمت بالغہ ہی نے ایسا نظام بنایا ہے کہ رات کی اندھیر ہوتے ہی ہر جانور اور انسان کو اپنی آرام گاہ کی تلاش ہوتی ہے وہاں پہنچ کر نیند غالب ہو جاتی ہے - دن بھر کا ہارا تھکا جاندار اس نیند کے ذریعے تازہ دم ہو جاتا ہے

خلاصہ یہ ہے - کہ سونے کے وقت ایک حرف بِسۡمِ اللّٰہ نے مومن کے لئے اتنی معرفت کا دروازہ کھول دیا - اسی طرح بیت الخلا میں جانے کے وقت بِسۡمِ اللّٰہ کہنا یہ تعلیم دیتا ہے کہ کھائی ہوئی غذا کو جزو بدن بنانا اور فضلات کو خارج کر دینا یہ دونوں کام انسان کے بس میں نہیں - اللہ تعالیٰ کی حکمت و قدرت سے یہ سب کام انجام پاتے ہیں - وضو کے شروع میں بِسۡمِ اللّٰہ کہنے کی بڑی تاکید آئی ہے - بعض آئمہ کے نزدیک تو بغیر بِسۡمِ اللّٰہ کے وضو ہوتا ہی نہیں - اور نماز کی تو ہر رکعت بِسۡمِ اللّٰہ سے شروع کی جاتی ہے - قرآن کی ابتدا بِسۡمِ اللّٰہ سے ہوتی ہے - درمنثور میں بحوالہ دار قطنی ابن عمرؓ سے نقل کیا ہے - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا - کہ جبریل امین جب

۴۴

۴۴

کبھی میرے پاس وحی لے کر آتے - تو پہلے بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ پڑھتے تھے - اسی طرح اسلامی تعلیم یہ ہے - کہ انسان اپنی ہر نقل و حرکت اور ہر کام کے شروع میں بِسۡمِ اللّٰہ پڑھے اللہ کے نام سے شروع کرے - جو عین ان کاموں کے اشتغال کے وقت بھی اس کو ایک عارف و ذاکر بنا دے گی اور اس کے بعد بھی ہزاروں برکات و ثمرات لائے گی - گویا بِسۡمِ اللّٰہ ایک کیمیا ہے - جو خاک کو سونا بنا دیتی ہے - اسی لیے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے

کل امرذی بال لم یبدأ بِسۡمِ اللّٰہ فهو اقطع

یعنی جو معتدبہ کام بِسۡمِ اللّٰہ سے شروع نہ کیا جائے وہ بے برکت ہے - قرآن کریم میں الزمهم کلمة التقوی کی تفسیر امام زہری نے یہی فرمائی ہے کہ کلمہ تقویٰ سے مراد بِسۡمِ اللّٰہ ہے اور اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام اور تمام مسلمانوں کو اس کا پابند بنا دیا ہے -

ہوتی ہے اور حجاب طبع جو مانع اطاعت ہے اس کو کیسے دور کیا جا سکتا ہے۔ بدعت اُسے کہتے ہیں جو نئی چیز دین میں جزو دین کی حیثیت سے داخل کی جائے۔ جو یہاں آتا ہے اُسے اللہ تعالیٰ کی یاد کا طریقہ سکھایا جاتا ہے اور جو نہیں آتا اس پر نہ جبر کیا جاتا ہے۔ نہ ملامت۔ مخالفین ذکر کی یہ کونسی کم حرماں نصیبی ہے کہ وہ اخلاص و للہیت اور احسان کے مدارج عُلیا سے بے بہرہ ہی رہ جاتے ہیں

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی کثرت سے یاد کرتے ہیں۔ وہ دنیاوی معاملات میں بھی کھرے اور سچے نکلتے ہیں۔ مثلاً ملازمت پیشہ لوگ اپنی ڈیوٹی ادا کرتے ہیں امانت دار ہوتے ہیں اور اپنے سے چھوٹوں سے اچھا سلوک کرتے ہیں۔ رشوت وغیرہ بالکل نہیں لیتے۔

دوکاندار پورا تولتے ہیں۔ بے ایمانی نہیں کرتے۔ کاروباری لوگ دیانتدار ہوتے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی یاد کرنے کا نتیجہ ہے۔ اور جو لوگ بزرگان دین سے وابستہ نہیں ہوتے۔ اللہ تعالیٰ کی یاد نہیں کرتے۔ وہ اکثر ہر معاملہ میں کھوٹے نکلتے ہیں ان کے منہ میں جب تک ہڈی نہ دی جائے اکثر وہ کام نہیں کرتے۔

ان میں اور اللہ تعالیٰ کی یاد کثرت سے کرنے والوں میں بہت فرق ہے۔

۱۹ پارہ میں اللہ تعالیٰ نے نافرمان قوموں کا حال ذکر کرکے فرمایا ہے کہ ہر قوم اپنے نبی کی مخالف تھی۔ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی کثرت سے یاد کرتے تھے ان کو بیوقوف کہا جاتا تھا۔

آج بھی ایسے لوگ موجود ہیں جو ذکر الٰہی کرنے والوں کو بیوقوف یا بدعتی کہتے ہیں یہ جاہل خود تو ذکر الٰہی کرتے نہیں اور ذکر الٰہی کرنے والوں پر مذاق اور طعن کرتے ہیں

جو لوگ بزرگان دین سے وابستہ شام کو مسجد میں آ کر ذکر الٰہی کرتے ہیں۔ ان کو روکنے کی بجائے تم کو چاہیئے کہ جو لوگ شام کو سیر کرنے باغوں میں اور سینماؤں اور کلبوں میں جاتے ہیں ان کو روکیں، اور ذکر الٰہی کی طرف بلائیں۔

یاد رکھو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یا بزرگان دین سے ذکر الٰہی کے یہ طریقے منقول ہیں۔ اگر ان طریقوں پر عمل کرکے ذکر الٰہی کریں گے تو فائدہ ہوگا اور طبیعت پر کوئی بوجھ بھی محسوس نہ ہوگا اور ذکر الٰہی کرنے کو دل بھی چاہے گا۔ اگر اُسکے خلاف اللہ والوں کے بتائے ہوئے طریقوں کو چھوڑ کر ذکر کرو گے تو تھک جاؤ گے۔ دل میں لذت پیدا نہیں ہوگی اور دل نہیں چاہے گا۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ میری یاد کثرت سے کرو۔ اللہ والے ایسے طریقے سکھاتے ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے انسان ۲۴ گھنٹے اللہ تعالیٰ کی یاد کر سکتا ہے اور اس سے نہ طبیعت گھبراتی ہے۔ نہ ہی تکلیف ہوتی ہے۔

لطیفہ قلبی کا ذکر اگر انسان ۲۴ گھنٹے کرتا رہے تو نہ انسان کو بوجھ محسوس ہوتا ہے اور نہ ہی طبیعت گھبراتی ہے۔ نہ زبان تھکتی ہے اور نہ دوسروں کو تکلیف ہوتی ہے۔ بلکہ خبر تک نہیں ہوتی

پاس انفاس کا ذکر۔

کہ ہر وقت سانس لیتے وقت ذکر الٰہی کرتے رہو۔ یہ سب بزرگان دین کے بتائے ہوئے طریقے ہیں۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وقت سے چلے آ رہے ہیں۔ اس طرح انسان ذکر قلبی سے ریا (دکھلاوے) سے بھی بچ جاتا ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر حال میں اللہ تعالیٰ کا ذکر فرماتے تھے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو کثرت سے ذکر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور اپنے انعامات سے مستفیض فرمائے۔ جو شخص اللہ تعالیٰ کی کثرت سے یاد کرتا ہے۔ اس پر اللہ تعالیٰ اپنے احسانات کرتے ہیں۔ اور اگر وہ شخص بطور تحدیث نعمت اللہ تعالیٰ کے احسانات کا لوگوں پر اظہار کرے۔ تو یہ نہ شرک ہے۔ نہ اس پر دوسروں کو حسد کرنا چاہیئے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ ہم ذکر الٰہی کثرت سے کریں۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے انعامات کی بارش ہم سب پر کریں۔ چاہیئے سہروردی چشتی، نقشبندی اور قادری کسی بھی طریقہ کے مطابق ہو۔ شرط یہ ہے کہ پیر متبع سُنّت ہو۔ پھر انشاءاللہ حالت بدل جائیگی اور اللہ اور اس کے رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت آسان ہو جائے گی۔

دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو استقامت دے اور اس ذکر الٰہی کی مجلس کو بدعت کہنے والوں کو بھی ہدایت دے۔ آمین۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔

إِنَّ الْمُسْلِمِينَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَ
الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِينَ
وَالْقَانِتَاتِ وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ
وَالصَّابِرِينَ وَالصَّابِرَاتِ وَ
الْخَاشِعِينَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِينَ
وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَالصَّائِمِينَ وَالصَّائِمَاتِ
وَالْحَافِظِينَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ
وَالذَّاكِرِينَ اللَّهَ كَثِيرًا وَّ
الذَّاكِرَاتِ أَعَدَّ اللَّهُ لَهُم
مَّغْفِرَةً وَّأَجْرًا عَظِيمًا ○

(پارہ ۲۲ رکوع ۲)

ترجمہ۔ تحقیق مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور ایماندار مرد اور ایماندار عورتیں اور بندگی کرنیوالے مرد اور بندگی کرنے والے مرد اور بندگی کرنے والی عورتیں اور سچے مرد اور سچی عورتیں اور محنت جھیلنے والے مرد اور محنت جھیلنے والی عورتیں اور دبے رہنے والے مرد اور دبی رہنے والی عورتیں، اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ دار مرد اور روزہ دار عورتیں، اور حفاظت کرنے والے مرد اپنی شہوت کی جگہ کی اور حفاظت کرنے والی عورتیں، اور یاد کرنے والے مرد اللہ تعالیٰ کو بہت سا اور یاد کرنے والی عورتیں اللہ تعالیٰ نے تیار کر رکھی ہے اُن کے واسطے معافی اور ثواب بہت بڑا

(حضرت شیخ الہند مولانا محمود الحسن دیوبندی)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان صفات والے مرد اور عورتوں سے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ فرمایا ہے۔ اس میں اللہ تعالیٰ کی کثرت سے یاد کرنے کا بھی ذکر ہے۔

خلاصہ یہ کہ بزرگان دین کے بتائے ہوئے طریقوں کے مطابق ذکر الٰہی کرنا بدعت نہیں ہے اور اگر ہم اس طریقے پر اللہ تعالیٰ کی کثرت سے

(باقی صفحہ ۱۷ پر)

یاد کریں گے تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنی جو ہم پر فرض ہے بڑی آسان ہو جائے گی۔ اور اس طرح اللہ تعالیٰ ہم سے خوش ہو جائیں گے۔

دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو استقامت عطا فرمائے اور ذکر الٰہی بہت کثرت سے کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور جو وعدہ مغفرت اور اجر عظیم کا فرمایا ہے۔ اس کا ہم سب کو مستحق بنائے اور گمراہ لوگوں کو ہدایت عطا فرمائے۔ آمین

بقیہ صفحہ احادیث رسول

پایا۔ اور یہ حصہ اُن کے سوا اور کسی شخص کے پاس مجھ کو نہیں ملا اور وہ یہ آیت ہے۔ لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ آخر سورۂ برات تک بس یہ مرتب کئے ہوئے۔ صحیفے ابوبکرؓ کے پاس اُن کی زندگی تک رہے۔ پھر جب خدا نے اُن کو وفات دی۔ تو حضرت عمرؓ کے پاس اُن کی زندگی تک رہے۔ اور اُس کے بعد حضرت عمرؓ کی بیٹی حضرت حفصہؓ کے پاس رہے

بقیہ صفحہ گلزار سنت

سنت سرمہ مسنون ہے۔ سرمہ لگانا مرد کو بھی اور عورت کو بھی اور مسنون ہے کہ لگاوے رات کو سرمہ ہر آنکھ میں تین تین سلائی یہی روایت مذکور ہے ترمذی شریف میں۔

سنت حجامت اور مسنون ہے کہ رکھے بال تمام سر پر یا مونڈے تمام سر کے بال اور تھوڑے بال ایک طرف کے منڈوانا اور ایک طرف کے باقی رکھنا یہ بہت حرام ہے ضرور بچنا چاہئے۔

بقیہ اداریہ صفحہ ۳ سے آگے

جب اس میں شہوت رانی۔ شراب خوری۔ اور بے حیائی کے طوفان اٹھتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ تو کلیجہ منہ کو آتا۔ اور دل ودماغ کو جھٹکا لگتا ہے۔ کہ خدایا وہ دن کب آئیں گے جب پاکستان میں احادیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور ارشادات بزرگان دین کی روشنی میں قرآن پاک پر عمل ہو۔ جب یہاں شیطان کے تخت نہ رہیں۔ جب ام الخبائث کو جلاوطن اور فواحش کو بند کیا جائے تاکہ اللہ تعالیٰ کا نام بلند کرنے کے لئے قوم میں یکجہتی اتحاد عمل اور جہاد فی سبیل اللہ کے جذبات موجزن ہوں۔

کراچی کے شرابی

کتنے افسوس کی بات ہے۔ کہ ہمارے صرف ایک شہر کراچی میں روزانہ ستر ہزار روپے کی شراب پی جاتی ہے۔ اس حساب سے وہاں ہر مہینہ اکیس لاکھ اور ہر سال اڑھائی کروڑ روپے شراب خانہ خراب کے نذر ہوتے ہیں اگر اتنی ہی شراب لاہور حیدرآباد وراولپنڈی میں استعمال ہو۔ تو ۹ کروڑ کا خرچ ہوگا۔ اگر باقی تمام مغربی پاکستان میں اس کے برابر ہو۔ تو دس کروڑ روپے کا اندازہ ہوگا۔ اور معلوم نہیں کہ اس خانہ خراب کا چسکہ مشرقی پاکستان میں کیسے ہے۔ بہرحال پاکستان میں معمولی اندازے کے مطابق کروڑوں روپے شرابیوں کی عشرت پر صرف ہو جاتے ہیں۔ ان کروڑوں روپوں کے سوا اس کا جو اخلاقی اثر باقی آبادی پر پڑتا ہے وہ اظہر من الشمس ہے۔ ممکن ہے۔ کسی کو یہ غلط فہمی ہو کہ اس کا زیادہ استعمال بیرونی ممالک کے لوگ کرتے ہیں۔ ایسا نہیں یہ اعداد وشمار کالے انگریزوں کے ہیں۔ جن کو اگر پاکستانی کہیں یا انگلو پاک۔ جو انگریزوں کی ہر برائی کی نقل اتارتے اور ان کی ہر بھلی بات سے نفرت کرتے ہیں

یہ اس غریب ملک میں ہو رہا ہے جس میں آبادی کی کثرت اور اخراجات کی قلت کی وجہ سے خاندانی منصوبہ بندی ہو رہی ہے جہاں کی حکومت ہزار دقتوں سے بیرونی امدادیں حاصل کرتی ہے۔ جہاں کی کثیر آبادی کو دو وقت روٹی ڈھنگ کو کپڑے اور رہنے کو مکان نہیں ملتا۔

ہمارا یقین ہے اور ہم ارباب اقتدار کو بھی متوجہ کرتے ہیں کہ اگر پاکستان میں شراب اور سگرٹ پر پابندیاں عائد کردی جائیں تو ہماری کروڑ ہا اربوں کی دولت بچ سکتی اور ملک کو مدد دے سکتی ہے۔

بقیہ صفحہ ۱۸ سے آگے

مکتوب مکہ مکرمہ

اور ۴ بجے بعد دوپہر ہمیں جہاز پر سوار کرا کے واپس ہوئے یہ سعودی جہاز جس پر الخطوط الجویۃ العربیۃ السعودیۃ لکھا ہوا تھا۔ ہر اعتبار سے ایک درمیانہ درجے کا جہاز تھا۔ یہاں کی تازہ وارد بھڑک دار کاروں کی طرح نہ تھا۔ بہر حال ۵ بجے جہاز الریاض (مستقر الحکومۃ) رکا اور مغرب کے قریب جدہ پہنچ گیا۔ جدہ میں برادر معظم جن کی پیہم دعاؤں آرزوؤں اور تمناؤں کی برکت سے خدا نے ہم پر یہ سفر مبارک آسان فرمایا تھا۔ اپنے مخلص دوستوں کی معیت میں استقبال کے لئے تشریف فرما تھے۔ کچھ دیر بعد جناب چوہدری علی اکبر صاحب سفیر پاکستان تشریف لے آئے اور سب کو اپنی سرکاری قیام گاہ پر لے گئے۔ مغرب بعد ایک پر لطف نشست ہوئی کھانا کھایا گیا۔ اور نماز عشاء کے بعد چوہدری صاحب کی کار ہمیں مکہ معظمہ لے آئی۔ ہم لوگ مناسک عمرہ ادا کر کے اسی رات فارغ ہوگئے۔ فللہ الحمد والشکر

ہم جمعرات ۲۰ جولائی کو لاہور سے روانہ ہوئے تھے۔ اور اتوار ۲۳ کی رات کو مکہ مکرمہ وارد ہوئے کل ۴ اگست نماز جمعہ سے فارغ ہوکر مدینہ طیبہ جانے کا ارادہ ہے آئندہ ۱۱ اگست کا جمعہ مدینہ منورہ میں آئے گا۔ اس سے اگلا ۱۸ اگست کا جمعہ واپس مکہ مکرمہ آکر پڑھنے کا ارادہ ہے۔ اور ۱۹ اگست کی صبح کو عازم پاکستان ہو جائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

مکتوب مکہ مکرمہ

مدیر خدام الدین کا مکتوب قارئین کے نام

سیدی المخدوم دام سالماً

السلام علیکم ورحمۃ اللہ ۔ ۲۰؍ جولائی جمعرات کو ۵ ½ شام آپ لوگوں سے رخصت ہوکر ٹھیک گیارہ بجے رات کراچی پہنچے ۔ پورٹ پر کوئی غیر ملکی جہاز اتر رہا تھا ۔ اس لئے ہمارے طیارے کو تین چکر کراچی شہر کے لگانے پڑے ۔ جس سے مسافر خوب محظوظ ہوئے بس جگنوؤں سے اٹا ہوا ایک جنگل نظر آتا تھا ۔ جس میں دوڑتی ہوئی کاریں یوں لگتا جیسے جگنو ایک سے دوسری شاخ پر اُڑ کر آجارہے ہیں ۔ کراچی کے احباب استقبال کے لئے آئے ہوئے تھے ۔ اور والدہ ماجدہ کو اتارنے کے لئے بعض مخلص خواتین ہوائی اڈے پر موجود تھیں ۔ غرض چند منٹوں میں کاریں رانا صاحب کے مکان پر پہنچ گئیں ۔ وہاں نماز عشا پڑھ کر سفر کے سلسلہ کے بعض کام سلجھاتے ۲ بج گئے ادھر سوئے تھے ۔ کہ ساڑھے تین پھر نماز فجر کے لئے اٹھ گئے ۔ البتہ ناشتہ تک آرام کا خاصہ وقت مل گیا ۔ فجر کے بعد ہی سے کراچی کے احباب اور علماء حضرات آنے شروع ہوگئے ہیں اور رانا صاحب ۹ ½ ایس ایس پی سی آئی ڈی کے دفتر حضرت اقدس کے کراچی پہنچنے اور اطلاع دینے چلے گئے ۔ جس کی لاہور میں ایس ایس پی صاحب کی طرف سے ہمیں خاص تاکید ہوئی تھی ۔ وہاں ہمارا کافی وقت صرف ہوا ۔ دفتر میں ہماری فائل نہ ملتی تھی ۔ افسروں کے بار بار متعلقہ حضرات کو تنبیہ کرنے اور ہمیں یقین دلانے کے باوجود کوئی ساڑھے گیارہ بجے ہماری جان بخشی ہوئی وہاں سے چیک لینے کے لئے بنک چلے گئے ۔ اس سے فارغ ہوئے تو نماز جمعہ کا وقت قریب تھا ۔ سیدھے جامع مسجد مظہر العلوم (کھڈہ) پہنچے ۔ حضرت اقدس کچھ دیر پہلے وہاں پہنچ چکے تھے احباب کے تقاضے کے باوجود بعض ناگزیر وجوہات کی بناپر آپ تقریر نہ فرما سکے ۔ چنانچہ خطابت و امامت کے فرائض حسب دستور حضرت مولانا حافظ فضل احمد صاحب جامعہ مظہر العلوم نے ادا فرمائے نماز سے فارغ ہوکر کھانے کے لئے حضرت اقدس کے ایک مخلص جناب حاجی شفیع اللہ صاحب کے مکان پر جانا ہوا ۔ وہاں سے کوئی عصر کے قریب رانا مینشن لوٹے ۔ پھر مغرب تک اباجان قبلہ نے آرام فرمایا اور میں اپنے کچھ دوستوں سے ملنے شہر چلا گیا ۔ بعد مغرب فوراً لوٹ آیا ۔ کیونکہ مغرب کا کھانا حضرت کے ایک دوسرے جانثار جناب حاجی محمد یوسف صاحب کے ہاں کھانا تھا ۔ چنانچہ کھانے پر بعض دیگر احباب کے علاوہ جناب قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی بھی موجود تھے ۔ انہوں نے پورا وقت مجلس کو زعفران زار بنائے رکھا ۔ کافی رات گئے وہاں سے لوٹنا ہوا ۔ باقی رات جی بھر کر سوئے ۔ بارش نے موسم خاصہ خوشگوار بنا دیا تھا ۔ ۲۲؍ جولائی کی صبح نماز سے فارغ ہوتے ہی سامان درست کرنا شروع کر دیا ۔ ۷ ½ بجے ہوائی اڈے کی طرف چل دئے مطار پر پہلے ہی کافی تعداد میں احباب پہنچ چکے تھے ۔ اور والدہ معظمہ کو خدا حافظ کہنے بعض مستورات بھی آگئی تھیں ۸ ½ صبح طیران الشرق الاوسط (مڈل ایسٹ ائیر لائنز) کے شاندار جٹ طیارے سے سفر شروع ہوا ۔ اور ٹھیک ۱۱ ½ بجے جہاز ظہران کے ہوائی اڈے پر اتر گیا ۔ یہ نئے طرز کا ائیر کنڈیشنڈ بڑا خوبصورت جہاز تھا ۔ ۲۰ ہزار فٹ کی بلندی پر اس کی پرواز تھی ۔ اس میں لبنانی ائیر ہوسٹس عربی انگریزی وغیرہ زبانیں یکساں بے ساختگی سے بولتیں جہاز اور اس کے دوسرے عملہ کی طرح اُن کی سروس بھی مقامی تھی ۔ ظہران سے جدہ جانے والے جہازوں میں پہلے سے سیٹیں بک ہوچکی تھیں ۔ ہمیں دوسرے دن ایک طیارے میں جگہ ملی تھی ۔ اس اثنا میں ہمارے قیام و طعام کا انتظام مڈل ایسٹ والوں نے شاہی ہوٹل (فندق اعطاء) میں کر دیا تھا ۔ مطار سے پاسپورٹ درج کرانے سامان وصول کرنے اور کار میں ہوٹل تک پہنچنے میں جو پندرہ منٹ لگے اس نے اصل موسم کا ہمیں احساس کرایا ورنہ جہاز میں تو سردی لگ رہی تھی ۔ لوگ پاؤں پر کمبل ڈالے بیٹھے تھے ۔ اور یہاں اتر کر چند منٹ میں سب جھلس کر رہ گئے ۔ پھر جیسے ہی ہوٹل میں قدم رکھا تن بدن میں جان سی آگئی یہ ہوٹل سارا ائیر کنڈیشنڈ دروازے میں جو قالین پڑا ہے ۔ بس وہی ایک ہر ہر کمرے میں ہوتا ہوا ہوٹل کے آخر تک چلا گیا ہے ۔ سلائی یا پیوند کہیں دکھائی نہیں دیتا ۔ ناشتہ اور کھانے خالص مغربی طرز کے وقت کی تجدید کے ساتھ ملتے مگر کھلانے اور بنانے والے خالص عرب اور عربی لباس میں ملبوس تھے ۔ اور حسب ضرورت انگریزی بولتے سمجھتے تھے ۔ ظہران (دہران) سے کچھ ہی دور سمندر کے کنارے الخبر شہر آباد ہے جہاں آرامکو امریکی آئل کمپنی نے امریکنوں کے رہنے والے قطعۂ زمین کو جنت ارضی بنا دیا ہے ۔ اور اس کا یہ تو الخبر شہر دکھائی دیتا ہے ۔ یہاں ہمارے خاص کرم فرما جناب شہباز صاحب اور عباس صاحب ایک شاندار مکان میں قیام فرما ہیں ۔ جس کا بڑا حصہ انہوں نے مہمانوں کے لئے وقف کر رکھا ہے ۔ اس کے باوجود کہ یہ دونوں دوست دن بھر اپنے کاروبار میں مصروف رہتے ہیں ۔ کوئی بھولا بھٹکا راہی اور دیار پاک کے کوئی ادنیٰ سے اعلیٰ مسافر ایسا نہیں ہوگا ۔ جو ادھر سے گزرا ہو ۔ اور وہ ان کے اخلاق ۔ خدمات یا مہمان نوازی سے لطف اندوز نہ ہوا ہو ۔ یہ حضرات ہماری آمد کے منتظر تھے جیسے ہی ان کو علم ہوا ہمیں لینے کے لئے خندق المطار آگئے ۔ لیکن خلاف سابق اس مرتبہ ہم ان کے ہاں قیام نہ کرسکے ۔ بات یہ ہوئی کہ کراچی میں مڈل ایسٹ کے نمایندہ نے جناب رانا شیر جنگ صاحب (ریٹائرڈ ڈپٹی گورنر سٹیٹ بنک آف پاکستان) سے جو اب کی تیسری مرتبہ زیارت حرمین الشریفین میں ہمارے شریک سفر ہیں اور ہمیشہ کی طرح اس سفر کا انتظام بھی انہی کے ہاتھ میں ہے ۔ ان سے وعدہ لے لیا ۔ کہ ظہران میں سعودی ائیر لائن کا جہاز ملنے تک ہم لوگ کمپنی کے مہمان ہوں گے ۔ ہوٹل میں قیام کا یومیہ فی کس معاوضہ ۱۰۰ سعودی ریال ہے جو ہمارے بجائے خود مڈل ایسٹ کمپنی ادا کرے گی ۔ واقعہ یہ ہے ۔ کہ ہمیں اس ہوٹل میں بڑا ہی آرام اور سکون میسر آیا شہباز صاحب اور عباس صاحب کو اللہ جزائے خیر دے ۔ انہوں نے اسی شام کو الخبر اور مضافات کی اپنی نئی نویلی کاروں میں خوب سیر کرائی دوسرے روز دوپہر کا کھانا اپنے گھر کھلایا ۔ اور حضرت اقدس کی وہ پرلطف گفتگو جو ان کے مکان پر ہوئی ۔ ٹیپ ریکارڈ کرلی (باقی صفحہ ۱۶ پر)

بچوں کا صفحہ

نماز کی تاکید

قرآنِ کریم نے نماز پر بہت زور دیا ہے۔ دراصل نماز ہی ایک ایسی عبادت ہے جو تمام اسلام کی رُوح اور جان ہے۔ اسی لئے قرآن کا ارشاد ہے۔ کہ اِنَّ الصَّلوٰۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَالْبَغِی۔ یعنی نماز برائیوں اور بے حیائیوں اور سرکشی سے روکتی ہے۔ نماز کے متعلق قرآن میں سات سو جگہ ذکر آیا ہے۔ نماز ادا کرنے کے بہت فضائل بیان کئے گئے ہیں۔

خود آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حال تھا کہ کبھی نماز نہ چھوڑی اور نہ کبھی نماز میں دیر کی۔ ہاں اگر دیر ہو جاتی تو وہ اللہ تعالیٰ ہی کے کاموں کی وجہ سے ہوتی۔ جنگ کی وجہ سے ایک دفعہ جب کہ آں حضور صلی اللہ علیہ وسلم مدینے کے گرد خندق کھود رہے تھے۔ اور اُدھر دشمن نے چاروں طرف سے آپ کو گھیر لیا تھا تو اُس موقع پر آپؐ کی کچھ نمازیں رہ گئیں۔ اور پھر کفار کے لئے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بد دُعا بھی کی کہ اللہ تعالےٰ اُن کی قبریں آگ سے بھر دے جنہوں نے ہمیں نماز پڑھنے سے روکے رکھا۔

آپؐ نماز کی اس قدر پابندی کرتے تھے کہ سخت تکلیف کے موقع پر بھی نماز نہ چھوڑتے تھے۔ آخری مرض میں جس کی وجہ سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہوًا۔ آپؐ پر بار بار غشی طاری ہوتی تھی۔ آپؐ بار بار نماز کو یاد کرتے تھے کہ میرے لئے پانی لاؤ کہ وضو کر کے نماز پڑھوں۔ جب وضو کرتے تو بے ہوش ہو جاتے تھے۔ چند صحابہؓ آپ کو سہارا دے کر مسجد میں لے گئے کمزوری اتنی تھی کہ آپ کے پاؤں زمین پر گھسٹتے تھے۔ بیٹھ کر نماز پڑھی مگر نماز کو چھوڑا نہیں۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں جس وقت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو اس وقت آپؐ کا سر مبارک میری گود میں تھا۔ میں نے آخری کلمات جو آپؐ کے منہ سے سُنے وہ یہ تھے کہ نماز نہ ضائع کرو۔ نماز نہ ضائع کرو یعنی نماز کو نہ چھوڑنا۔

قرآن کا صاف لفظوں میں اعلان ہے کہ جو لوگ نماز نہ پڑھیں گے اُن کو دوزخ میں ڈال دیا جائیگا۔ جب اُن سے سوال ہوگا تم دوزخ میں کیسے آ[ئے] تو وہ کہیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔

بالکل ایسا ہی فرمان آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی ہے کہ قیامت کے رو[ز] بے نماز ابیّ بن کعب، ہامان اور قارون کے ساتھ ہونگے اور دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے۔

قرآن میں حضرت سلیمان علیہ السلام کا واقعہ آیا ہے کہ وہ مجاہد تھے۔ جنگیں بہت کرتے تھے۔ گھوڑوں کا بہت شوق تھا۔ ایک دفعہ ایک سوداگر بہت اچھی نسل کے گھوڑے لایا۔ حضرت سلیمانؑ انہیں دیکھنے گئے اور گھوڑوں کا معائنہ کرنے میں دیر ہو گئی۔ حتیٰ کہ عصر کی نماز کا وقت جاتا رہا۔ جب واپس آئے تو معلوم ہوًا کہ گھوڑوں کی وجہ سے اُن کی نماز جاتی رہی فوراً اسی وقت لی اور سینکڑوں کی تعداد میں گھوڑے ذبح کر ڈالے۔ کیونکہ انہوں نے نماز سے روکے رکھا تھا۔

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ایڈیٹر عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۷/۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری C.B.T.۲۷۳۰-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

(فیروز سنز لمیٹڈ پریس لاہور میں باہتمام مولوی عبید اللہ انور پرنٹر پبلشر چھپا۔ اور خدام الدین دروازہ شیرانوالہ لاہور سے شائع ہوا)